بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا (القرآن)
"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی۔"
جواہر الرشید
یعنی
ہزاروں زرّیں ملفوظات میں سے منتخب
صد پند لقمان
علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشایخ عظام، طلبہ و صلحاء و اہلِ تبلیغ کی خدمت میں
گلِ صد برگ
ملفوظات
7
فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم
ناشر
الرشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا (القرآن)
"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی۔"
جواہر الرشید
یعنی
ہزاروں زریں ملفوظات میں سے منتخب
صد سند لقمان
علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشایخ عظام، طلبہ و صلحاء و اہل تبلیغ کی خدمت میں
گلِ صد برگ
ملفوظات
۷
فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب
رحمہ اللہ تعالیٰ

نام کتاب ⟵ جواہر الرشید "جلد سابع"
وعظ ⟵ فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب
رحمہ اللہ تعالیٰ
تاریخ طبع ⟵ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ
⟵ حسان پرنٹنگ پریس
مطبع ⟵ فون: 6642832
ناشر ⟵

کتاب گھر

ملنے کا پتہ

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد
ناظم آباد۔ کراچی
فون نمبر.....۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر.....۶۲۳۶۶۶ - ۰۲۱

فاروق اعظم کمپوزرز

فہرست مضامین جواہر الرشید "جلد سابع"

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواہر الرشید

(۱) بیان اور کھانا ایک ساتھ کرنے کے مفاسد:

یہ دستور عام ہوتا جارہا ہے کہ بیان کے ساتھ کھانے پینے کا انتظام بھی کیا جاتا ہے، یہ طریقہ صحیح نہیں اس میں یہ مفاسد ہیں:

(۱) بیان کے ساتھ کھانا بھی ہو تو بہت زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔

(۲) اس کا التزام ہونے لگا ہے، اگر کھانا نہیں تو چائے یا شربت تو لازماً ہوتا ہے اور "التزام مالا یلزم" ایک مستقل فساد ہے، کسی چیز کا استحباب ثابت ہو لیکن واجب کی طرح اس کا التزام کیا جانے لگے تو مستحب کام بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر کھانا کھلانے کا تو استحباب ہی نہیں، ہو سکتا ہے کہ کوئی دعوت کا مشتاق کھینچ تان کر اس کا استحباب نکال لے تو یہ استحباب لعینہ نہیں ہوگا استحباب لغیرہ ہوگا۔ التزام کی وجہ سے مستحب لعینہ بھی ناجائز ہو جاتا ہے تو جس کا استحباب لعینہ ہے ہی نہیں زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے تو لغیرہ ہوگا پھر اس کے ساتھ ساتھ دوسرے فسادات بھی ہیں اس لئے دونوں کو جمع نہ کیا جائے۔

(۳) طیب خاطر کا یقین نہیں، کھانا کھلانے والا طیب نفس سے کھلا رہا ہے یا رواج کے

مطابق مجبوراً کر رہا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منه﴾ (مسند احمد)

کسی مسلمان کا مال حلال نہیں جب تک کہ اس کے طیب نفس اور پوری خوشی کا کامل یقین نہ ہو، اس لحاظ سے یہ دعوت کھانا حرام کے زمرے میں آجاتا ہے۔

❹ مجلس میں جانے والوں میں اشراف نفس ہوتا ہے انہیں یہی خیال ہوتا ہے کہ کھانے کا انتظام کیا جائے گا اگر کھانا نہ کھلایا جائے تو انہیں ناگواری ہوتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ عجیب لوگ ہیں بلایا بھی اور بغیر کھلائے ہی روانہ کر دیا پانی تک کو نہیں پوچھا۔

❺ مظنہ اشراف نفس، اگر کوئی کہے کہ میرے اندر تو اشراف نفس نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو اپنے مرض کی تشخیص خود کر رہا ہے جو جائز نہیں، مرض کی تشخیص کسی طبیب سے کروائی جاتی ہے، چلئے اگر تسلیم کر لیا کہ اس کے اندر اشراف نفس نہیں تو کم از کم اس کا مظنہ تو ہے دیکھنے والے یہی سمجھیں گے کہ اس میں اشراف ہے کھانے کی خاطر بھاگا بھاگا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں اصحاب اشراف کی ہمت افزائی ہے۔

❻ اس میں تحدید داعین ہو جاتی ہے اس لئے کہ صرف وہی لوگ بیان کروا سکیں گے جو کھلانے پلانے کا انتظام کر سکیں اگر کوئی مسکین اپنے ہاں وعظ کروانا چاہے گا تو وہ سوچے گا کہ اتنے لوگ آکر مجھ پر مسلط ہو جائیں گے تو انہیں کھلاؤں گا پلاؤں گا کہاں سے، اس طرح مسکین تو وعظ کروا ہی نہیں سکے گا، وعظ کروانا صرف مالداروں کا کام رہ جائے گا وعظ کروانے والوں کی تحدید کر دی کہ مالدار وعظ کروائے مسکین نہ کروائے۔

❼ تحدید مدعوین، مدعو لوگوں میں تحدید ہو جائے گی، جنہیں وعظ میں بلایا ہے ان میں عموم نہیں رہے گا اس لئے کہ جن جن لوگوں تک دعوت پہنچ گئی وہ تو کہیں گے کہ ہمیں کھانے پر بلایا ہے اور ان کے علاوہ جن لوگوں کو پتا چلا کہ فلاں جگہ پر بیان ہے تو

وہ یہ سوچیں گے کہ ہمیں تو کھانے پر بلایا ہی نہیں ایسے بے حیاء بن کر کیسے چلے جائیں وہ لوگ شریک نہیں ہوں گے، اس طرح مدعوین کی تحدید کر دی، کھانے کی رسم کی وجہ سے لوگ آزادی سے بیان سننے نہ آسکے، کتنے لوگوں کا نقصان ہوا، اگر کھانے کا سلسلہ نہ ہوتا تو زیادہ تعداد میں لوگ بیان سننے آتے۔

❽ حرمان اہل بیت، جس گھر میں بیان ہوتا ہے اس گھر کے افراد کھانے کے انتظام وغیرہ میں مشغول ہو جاتے ہیں اس لئے وعظ نہیں سن پاتے کتنی بڑی محرومی کی بات ہے۔

غرضیکہ جہاں وعظ کیا جائے وہاں کھانے پینے کا انتظام نہ کیا جائے، قالب کی غذائیں تو انسان رات دن ٹھونستا ہی رہتا ہے اس وقت میں صرف قلب کی غذاء کی طرف متوجہ رہا کریں۔

② نماز میں غفلت پورے دین سے غفلت کی دلیل:

نماز کے بارے میں یہ قانون ہے کہ اساتذہ وطلبہ اگلی صفوں میں رہا کریں، صف اول میں پہنچنے کی کوشش کیا کریں ثم الاول فالاول یہ علم کا ایسا مطالبہ ہے جسے پورا کئے بغیر ایسے علم سے جہل بہتر ہے۔ نماز میں غفلت کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ دین کے دوسرے کاموں میں اس سے بھی زیادہ متہاون ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکومت کے عمال کو حکمنامہ لکھا:

﴿ان اهم امورکم عندی الصلوة من حفظها وحافظ عليها حفظ دينه ومن ضيعها فهو لما سواها اضيع﴾ (مالک)

”بے شک تمہارے کاموں میں سے سب سے زیادہ اہم میرے نزدیک نماز ہے جس نے اس کی حفاظت کی اور اس پر مداومت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اس کے ماسوا کو زیادہ ضائع کرے گا۔“

علاوہ ازیں علماء کی غفلت سے عوام ان سے بدگمان ہو رہے ہیں جو ان کے دین کی تباہی کا باعث ہے اس کا عذاب بھی ایسے علماء پر ہو گا۔ منتظمین پر فرض ہے کہ اس کی بہت سختی سے پابندی کروائیں ورنہ عند اللہ و عند الناس مجرم ٹھہریں گے۔

۳ اولاد کی تربیت نہ کرنے والے مجرم ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے کرشمے دکھانے، بندوں کو اسباق معرفت دینے کے لئے ایسے واقعات ظاہر فرما رہے ہیں کہ بسا اوقات والدین اولاد کو سدھارنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی صحیح تربیت اور انہیں صحیح دیندار بنانے پر بہت محنت کرتے ہیں اس کے باوجود اولاد نہیں سدھرتی بلکہ اور زیادہ بگڑتی چلی جاتی ہے اور اس کے برعکس بعض والدین اولاد پر کوئی ضابطہ نہیں رکھتے کوئی پابندی نہیں لگاتے ان کی صحیح تربیت اور صحیح دیندار بنانے پر کچھ بھی محنت نہیں کرتے بالکل آزاد چھوڑ دیتے ہیں اس کے باوجود اولاد صالح بن جاتی ہے۔ شیطان ایسے واقعات سے عوام کو فریب دے کر یوں گمراہ کرتا ہے کہ اولاد پر پابندی نہیں رکھنی چاہئے آزاد چھوڑ دینا چاہئے پابندی رکھنے سے اولاد گھبرا کر بگڑ جاتی ہے باغی ہو جاتی ہے والدین سے متنفر ہو جاتی ہے اور آزادی دینے سے خوشی اور مسرت سے ان کا ذہن کھل جاتا ہے تو ان میں صحیح اور غلط کی تمیز پیدا ہو جاتی ہے اس لئے وہ خود بخود ہی سدھر جاتے ہیں۔ یاد رکھئے! یہ تلبیس ابلیس ہے ایسے حالات میں یہ سوچنا چاہئے کہ ہم تو اللہ کے بندے ہیں بندے کا کام یہ ہے کہ مالک کے حکم کی تعمیل کرے آگے اس پر نتیجہ مرتب ہونا یا نہ ہونا اس مالک کے قبضے میں ہے، حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے اور بیوی کو حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیوی کو، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے ابا کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کو ہدایت پر نہ لا سکے، ایسے واقعات سے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ظاہر فرماتے ہیں اور سبق دیتے ہیں کہ نتائج ہمارے قبضے میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس قانون کے تحت اگر والدین کی کوشش کے باوجود اولاد نہ

سدھری تو بھی انہیں اپنی کوشش اور محنت کا پورا پورا اجر ملے گا اللہ تعالیٰ ان کی محنت اور اجر کو ہرگز ہرگز ضائع نہیں فرمائیں گے اور وہ لوگ جو اولاد کو سدھارنے اور ان کی صحیح تربیت کی کوشش نہیں کرتے اس پر محنت نہیں کرتے آزاد چھوڑ دیتے ہیں وہ عند اللہ مجرم ہیں ان کی اولاد کیسی ہی سدھر جائے، بہت بڑے اولیاء اللہ بن جائیں تو بھی ان پر فرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے گرفت ہوگی۔

④ ترغیب جہاد:

میں اپنے متعلقین کو وصیت کرتا ہوں بلکہ سب مسلمانوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ عمرہ اور نفل حج سے پہلے محاذ پر چلہ لگائیں اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو جہاد کے لئے مالی امداد کریں، علماء حج بدل سے پہلے بھی محاذ پر چلہ لگائیں ؎

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید
معشوق دریں جاست بیائید بیائید

"اے حج کو جانے والی قوم کہاں ہو کہاں ہو معشوق یہاں ہے ادھر آؤ ادھر آؤ۔"

⑤ نماز جنازہ سے متعلق دو منکرات:

منکرات نماز جنازہ میں یہ منکر بھی عام ہو گیا ہے کہ تکرار نماز کی غرض فاسد سے ولی میت پہلی بار نماز میں شریک نہیں ہوتا بعد میں دوبارہ نماز پڑھاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ حیلہ سازی اور شریعت کا مذاق اڑانے کی اس بدترین صورت کی جتنی بھی تقبیح کی جائے کم ہے۔ یہاں ایک اور مسئلہ بھی ہے جس کی طرف قانون شریعت سے جہل یا غفلت یا تعنت کی وجہ سے توجہ نہیں دی جاتی، مسئلہ یہ ہے کہ امام محلہ کا حق ورثہ سے مقدم ہے، اگرچہ یہ تقدم واجب نہیں صرف مستحب ہے تو بھی اس کا مقتضی یہ ہے کہ

امام محلّہ نے نماز پڑھادی تو ورثہ میں سے کسی کو کسی صورت میں بھی اعادہ کی اجازت نہیں، علاوہ ازیں امام محلّہ پر غیر کو ترجیح دینے میں ائمہ کا ازدراء ہے، اس مفسدہ عظیمہ کے سدباب کے لئے تقدم امام کا وجوب معلوم ہوتا ہے، امام کا کسی کو اجازت دینا بھی دو وجوہ سے غیر معتبر ہے:

❶ اس بے چارے کو یہی معلوم نہیں کہ اس کا کوئی حق ہے۔

❷ اگر امام کو اس مسئلے کا علم ہو بھی جائے تو اسے عوام کے سامنے اپنی بے کسی و بے بسی خوب خوب معلوم ہے، یہ بے زبان مسکین تو اپنا یہ حق طلب کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اس منکر کی اصلاح علماء پر فرض ہے، اس مسئلے کی اشاعت کریں کہ نماز جنازہ بہر حال امام محلّہ سے ہی پڑھوائی جائے۔

⑥ کسی کی برائی کرنے والے کو جواب:

کوئی کسی کے سامنے کسی دوسرے کی برائی کرے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ مخاطب میں بھی کچھ خامی ہے کیونکہ انگلی وہیں دبائی جاتی ہے جہاں دبنے کی توقع ہو۔ اگر مخاطب واقعۃً معترض کے اعتراضات کو غلط سمجھتا ہے تو اسے ایسا جواب دے کہ آیندہ اسے اس کے سامنے ایسی کوئی بات کرنے کی جرأت نہ ہو ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہ اس کا اعتراض صحیح ہو یا غلط بہر حال اس سے یہ کہیں کہ جس پر اعتراض ہے اس سے براہ راست بات کیجئے مجھ سے کہنے میں کیا فائدہ؟ بلکہ غیبت کرنے اور سننے کا عذاب ہو گا۔

⑦ عشق کا معیار:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق کیا اس

کی نظیر نہیں ملتی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے اتباع میں انہوں نے اپنے نفس کی ایک ایک خواہش کو قربان کر دیا حتی کہ پروانوں کی طرح اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ان کا حال تو یہ تھا ؎

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کے ہیں یہ بہانے

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کے دعوے کرنے والے تو آج بھی بہت نظر آتے ہیں بہت زیادہ لیکن ان کا عشق کیا ہے حلوا پکالو، میلاد کر لو، نعرے لگا لو، "مرگئے تیرے عشق میں یارسول اللہ" یہ مالیدہ کھانے والے عاشق ہیں۔

لیلی مجنوں کے لئے روزانہ مالیدہ بنا کر بھیجا کرتی تھی، ایک شخص درمیان میں مجنوں بن کر بیٹھ گیا جب لیلی مالیدہ بنا کر بھیجتی تو یہ نقلی مجنوں صاحب مالیدہ لے کر کھا جایا کرتے تھے، لیلی کو جب اس قصے کا علم ہوا تو اس نے ایک دن مالیدے کی بجائے خالی پیالہ اور خنجر رکھ کر بھیج دیا اور کہلوا دیا کہ آج لیلی نے مجنوں کا کچھ خون منگوایا ہے، جب اس نقلی عاشق صاحب نے یہ بات سنی تو گھبرا کر بولا میں مجنوں تھوڑا ہی ہوں، مجنوں کہیں ایک طرف سر جھکائے بیٹھا تھا اس کی طرف اشارہ کر کے بولا کہ مجنوں تو وہ بیٹھا ہوا ہے جاؤ اس سے جا کر خون مانگو۔

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ امتحان لیا جاتا ہے تو جو نام کے عاشق ہوتے ہیں وہ تو چلا اٹھتے ہیں کہ ہم تو باز آئے ایسے عشق سے ہم تو حلوے کھانے اور نعرے لگانے والے عاشق ہیں خون دینے والے عاشق "طالبان" ہیں جاؤ ان سے خون مانگو۔ یہ حلوا خور تو جان دینے کے لئے نکلتے ہی نہیں ارے نکلیں تو ان کی دھوتی کی دھلائیاں میں دوں گا۔ یہ تو اللہ کی راہ میں ایک قطرہ دینے کو تیار نہیں، خون کیا دیتے ان سے تو نفس کے تقاضوں کی قربانی نہیں دی جاتی اللہ کے حکم کے مقابلے میں اپنے نفس کے تقاضوں کو اہمیت دیتے ہیں ورنہ اگر ہر ربیع الاول میں ایک گناہ بھی چھوڑتے

تو اب تک کتنے گناہ چھوٹ چکے ہوتے مگر یہ تو پہلے سے بھی زیادہ نفس وشیطان کی عبادت میں ترقی کر رہے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ انہیں عشق و محبت نہیں محض شیطانی چکر ہے۔

⑧ ضرورت کا معیار:

کوئی چیز آپ کی ضرورت کی ہے یا نہیں اس کا معیار یہ ہے کہ گھر بیٹھے بیٹھے جس چیز کی ضرورت محسوس ہو اس کے بارے میں سوچ لیا کریں وہ کبھی ضرورت کی ہوتی ہے کبھی نہیں اگر غور کرنے پر بھی ضرورت کی معلوم ہو تو یہ واقعۃً آپ کی ضرورت ہے اگر بازار جانے کے بعد کسی چیز کا خیال آیا کہ یہ بھی لے لو تو وہ یقیناً غیر ضروری ہوتی ہے، بہت سے لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ بازار میں نکلے مختلف چیزیں نظر آئیں جی میں آگیا کہ یہ بھی لے لو وہ بھی لے لو، یہ اس بات علامت ہے کہ یہ چیزیں ضرورت کی نہیں بلکہ حب دنیا کی وجہ سے قلب ان چیزوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔

⑨ زوجین کو نصیحت:

جب تک پورا تقوی نہ ہو ازدواجی تعلقات استوار رکھنے کی جتنی کوششیں کی جائیں سب بے سود رہتی ہے۔ شوہر کو چاہئے کہ بیوی سے محبت کے ساتھ توافق پیدا کرنے کی کوشش کرے اپنے اندر اخلاق اور تقوی پیدا کرے، اخلاق کی بلندی، اظہار محبت اور دعاء کرے، کسی بات پر طعنہ ہرگز نہ دے، بیوی کو سمجھائے کہ کوئی شکایت ہو تو والدین اور دوسرے عزیزوں کو نہ بتائے وہ آگے اور بڑھا چڑھا کر کہیں گے اس سے فتنہ بڑھے گا جو شکایت اور تکلیف ہو وہ مجھے بتائیں دوسروں کو بتانے سے جانبین میں نفرت اور بعد پیدا ہوگا۔ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے ہاں ایک دوسرے کی تعریف کیا کریں۔

بیوی شوہر کی خوب خدمت کرے، شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اس کی اطاعت کرے، شریعت کے خلاف کسی کی اطاعت جائز نہیں، شوہر کو زیادہ سے زیادہ مال کمانے کی ہوس میں خرکار کا گدھا بنانے کی کوشش نہ کرے بلکہ سادگی اور قناعت اختیار کرے، اس سے جانبین میں محبت بڑھے گی اور پر کیف زندگی حاصل ہوگی۔

⑩ زیادہ جہیز دینے کی وجوہ:

زیادہ سے زیادہ جہیز دینے کی وجوہ یہ ہیں:

❶ لوگوں میں خاص طور پر سسرال میں لڑکی کی بے عزتی نہ ہو۔

❷ شوہر پر بیوی کو برتری اور حاکمیت حاصل رہے۔

❸ ریاء و نمود اور لوگوں کی واہ واہ حاصل کرنے کے لئے۔

❹ بہت زیادہ جہیز کو طلاق سے حفاظت کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے کہ شوہر اور سسرال والے مرعوب رہیں گے تو طلاق کا خطرہ نہیں ہوگا، حالانکہ اگر تقوی نہ ہو تو جتنا بھی جہیز دے دیں بہر حال ساس جھگڑے کے وقت کہتی ہے کہ تو کس چیز پر ناچ رہی ہے لائی کیا ہے دو چیتھڑے۔ ٹرک کے ٹرک بھر کر دے دیں پھر بھی طعنہ دو چیتھڑوں کا، اس سے کسی طرح نہیں بچ سکتے۔

❺ بعض لوگ جہیز اس لئے دیتے ہیں کہ بچی کی دلجوئی ہوگی اسے یہ خیال نہ ہو کہ کچھ نہیں دیا۔ اگر اولاد کی دلجوئی ہی مقصود ہے تو اسے تو عمر بھر جب چاہیں ہدایا دے سکتے ہیں جہیز کے ہی نام سے اور اسی موقع پر کیوں؟

⑪ مظنہ تہمت سے بچنا فرض ہے:

مظنہ تہمت سے بچنا فرض ہے، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے، امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

زیارت کے لئے حاضر ہوئیں جب واپس ہونے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے تک ساتھ تشریف لے گئے، دو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما گزر رہے تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صفیہ بنت حُیی ہیں۔ ان دونوں پر یہ بات بہت گراں گزری اس لئے انہوں نے کہا: "سبحان اللہ یا رسول اللہ" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان میں خون کی جگہ پہنچ جاتا ہے مجھے خطرہ ہوا کہ وہ تمہارے دل میں کوئی وسوسہ نہ ڈال دے (صحیح بخاری)

دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قصے کو دیکھنے والے صحابی ہیں اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مظنہ تہمت سے بچنے کے لئے وضاحت فرمادی۔ اسی قسم کا ایک قصہ آج میرے ساتھ پیش آیا میں نے ایک خاتون کو جو مواعظ کی ترتیب وغیرہ کا کام کرتی ہیں انہیں اسی کام کے سلسلے میں ایک مولوی صاحب کے ذریعے خط بھیجا اس پرچے کو ایک مستعمل لفافے میں ڈالا بھیجنے والے نے اس کے منہ پر ٹیپ چپکا کر اسے بند کیا تھا وہ ٹیپ ایک طرف سے تو آسانی سے اتر گیا مگر اوپر کی طرف سے اتارنے سے کاغذ پھٹ رہا تھا اس لئے میں نے ویسے ہی اس لفافے میں پرچہ رکھ دیا اوپر والے ٹیپ سے از خود ہی اس کا منہ بند ہو گیا میں نے ان مولوی صاحب کو اس کی حقیقت حال بتا کر کہا کہ اس میں کوئی خاص بات نہیں۔

(۱۲) تصلب کا موقع:

میں تصلب (جسے عوام بوجہ جہالت شدت یا سختی کہتے ہیں) صرف اپنے زیر اختیار مواقع میں کرتا ہوں دوسروں پر تصلب اور بزعم عوام شدت تو کجا انہیں نرمی سے بھی نہیں کہتا کوئی پوچھتا ہے تو بتاتا ہوں پوچھے بغیر کسی سے کبھی کچھ کہا ہو تو مجھے بتائیں۔ البتہ عمومی تبلیغ کرتا ہوں خصوصی خطاب نہیں کرتا۔

(۱۳) امریکا کے عاشقوں کے لئے درس عبرت:

حضرت اقدس کی خدمت میں کسی نے امریکا کے کسی عاشق کا یہ عبرتناک انجام لکھ کر پیش کیا:

ہمارے ایک عزیز جو کہ دنیوی لحاظ سے اچھے مالدار ہیں اور ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال ہیں انہیں اپنے اہل وعیال کے ساتھ امریکا جانے کا جنون سوار ہو گیا میں نے انہیں سمجھایا کہ اللہ کا دیا آپ کے پاس بہت کچھ ہے کیوں جاتے ہیں؟ تو کہنے لگے انسان کو اونچی سوچ رکھنی چاہئے اور ترقی کرنی چاہئے وہ سب بچوں کو لے کر امریکا چلے گئے، اچانک چھ ماہ بعد ان کا فون میرے پاس آیا کہنے لگے بھائی میں واپس آگیا ہوں اور کچھ نہ پوچھو میرے ساتھ کیا ہوا، انہوں نے بتایا کہ چھ ماہ تک میں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، چھ ماہ میں ایک نماز جماعت کے ساتھ پڑھی وہ بھی دو سو میل کا سفر طے کر کے جانا پڑا، اور تو اور میری اولاد میرے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہونے لگی جب میں نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کی تو انہوں نے فون کر کے پولیس کو بلوالیا اور کہا ابا ہمیں ڈانٹتا ہے، بڑی مشکل سے پولیس سے جان چھڑائی، میں نے انہیں پھر برا بھلا کہا کہ تم لوگ یہاں آکر مجھے پولیس کے حوالے کرتے ہو تو میرے بیٹے نے پھر پولیس بلوالی اب تو میری حالت یہ ہو گئی کہ میں بچوں کو گھور کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا اندر ہی اندر کڑھتا رہتا اور بچے اپنی مرضی سے زندگی گزارنے لگے۔ آخر بھائی بڑی مشکل سے انہیں بہلا پھسلا کر واپس پاکستان لایا۔ کراچی ایئرپورٹ سے جیسے ہی گھر پہنچے تو میں نے لڑکے کو گریبان سے پکڑ لیا اور خوب مارا پیٹا میں نے اس سے کہا کہ اب بلاؤ پولیس کو دیکھتا ہوں کون سی پولیس آتی ہے۔ بس بھائی توبہ کی امریکا کے نام سے بھی، ہماری پاکستانی جنت کو اللہ ہمارے لئے مقدر رکھے، اب میں سب سے یہی کہتا ہوں کہ بھائی باہر کا نام بھی نہ لینا۔

حضرت اقدس نے فرمایا:

یہ تو صرف اولاد ہی کا رونا رو رہے ہیں، وہاں تو بیویاں بھی شوہروں کو پولیس سے پٹوا رہی ہیں، کئی عورتوں نے مستقل یہ دھندا بنا رکھا ہے کہ کسی مالدار سے شادی کر کے چند دنوں کے بعد اس پر مقدمہ کر دیتی ہیں، اسے گھر سے نکلوا دیتی ہیں اس کے مکان اور پورے سامان پر قبضہ کر لیتی ہیں، پھر کسی دوسرے مالدار کو پھنسا کر اس کے ساتھ بھی یہی چکر چلاتی ہیں، اسی طرح یہ سلسلہ جاری رکھتی ہیں۔

(۱۴) درجات محبت:

اللہ کی محبت کے درجات یہ ہیں:

❶ محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔

❷ محبوب کی بات کے سوا کچھ اور سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

❸ کسی کی ملامت سن کر اسے گرانی ہوتی ہے کہ کیوں ملامت کر رہا ہے۔

❹ ملامت کرنے والوں سے عداوت ہو جاتی ہے۔

❺ محبوب کے حکم کی حکمت تلاش نہیں کرتا۔

(۱۵) مریضوں کے بارے میں دعاء:

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر احسن صاحب نے یہ ارشاد نقل کیا:

> ”ہر ڈاکٹر کو یہ دعاء کرنی چاہئے کہ یا اللہ! میرے پاس صرف ایسے مریضوں کو بھیج جن کے لئے شفاء مقدر ہے، جن کے لئے شفاء مقدر نہیں ان کا مجمع لگنے سے میرا وقت بھی ضائع ہو گا اور ان کا بھی۔“

میں بھی یہی دعاء کرتا ہوں کہ میرے پاس صرف ایسے مریضوں کو بھیج جن کے لئے شفاء مقدر ہے، جن کے قلوب میں مؤمن کامل بننے کی تڑپ اور لگن ہے بس وہی

میرے پاس آئیں اور جو کچے کچے لوگ ہیں دنیا سازی کرنے والے، دین کو دنیا کے تابع کرنے والے فریبی لوگ وہ میرے پاس قطعاً نہ آئیں کیونکہ یہاں ان کا مقصد حاصل نہیں ہوگا اور میرا قیمتی وقت بھی ضائع ہوگا، میرے لئے تو اللہ تعالیٰ سالکین صادقین مقدر فرمادیں۔

⑯ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عجیب تعلیم:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

﴿واذا مرضت فهو يشفين ۝﴾ (۲۶-۸۰)

”اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔“

بہت عجیب تعلیم ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ بیماری بھی اللہ ہی دیتا ہے اور شفاء بھی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رہتی دنیا تک اللہ کے بندوں کو ایک سبق دے دیا کہ اگر کسی چیز میں بظاہر خرابی ہو تو اگرچہ ہے تو وہ بھی اللہ ہی کی طرف سے مگر اسے اللہ کی طرف سے منسوب نہ کیا جائے۔ جیسے خنزیر پیدا کرنے والے اللہ ہی ہیں لیکن خالق القردة والخنازیر کہنا جائز نہیں کیونکہ یہ اللہ کی شان میں گستاخی ہے۔ ہر نقص، ہر خامی، ہر خرابی، ہر پستی بندے میں ہے اور ہر خوبی اور ہر بلندی اللہ میں ہے، بندہ سراسر عجز و انکسار ہے اور کبریائی اور بڑائی اللہ کے لئے ہے ؎

ہمی دونوں تو حسن و عشق کی دنیا کے مالک ہیں
جو تو عرشی تو میں فرشی فلک تیرا زمیں میری

⑰ تندرست سائل کو جواب:

فرمایا: میرے پاس اگر کوئی تندرست جوان آکر سؤال کرتا ہے تو میں اسے کمانے کی تبلیغ کرتا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ کوئی کام نہیں ملتا اس پر میں اسے کہتا ہوں میرے

ساتھ چلو میں تمہیں کسی کام پر لگوادوں گا وہ شرم کی وجہ سے ہاں ہاں کہہ دیتا ہے مگر پھر تھوڑی دیر کے بعد کوئی بہانہ بنا کر بھاگ جاتا ہے۔ ایسے سائلین کے لئے یہ بہت ہی اکسیر اور مجرب نسخہ ہے اسے خوب یاد رکھیں اور ایسے مواقع پر اس سے کام لیں۔

⑱ خوشی کی مٹھائی:

حضرت اقدس نے ڈاکٹری کے ایک طالب علم سے دریافت فرمایا کہ آپ کی تکمیل کب ہو رہی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ابھی چند روز میں نتیجہ آنے والا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا:

"آپ اپنی کامیابی پر مجھے مٹھائی کھلائیں گے؟۔"

انہوں نے عرض کیا:

"ضرور! بلکہ اجازت ہو تو ابھی پیش کر دوں۔"

حضرت اقدس نے فرمایا:

"میری مٹھائی یہ ہے کہ پرچہ "فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کو زیادہ سے زیادہ شائع کریں۔"

(یہ پرچہ مستقل بھی شائع ہو چکا ہے اور وعظ "ترک منکرات سے ہر پریشانی کا علاج" کے آخر میں بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ جامع)

⑲ میری خدمت کیا ہے؟:

حضرت اقدس نے دارالافتاء کے عملہ میں سے کسی سے دریافت فرمایا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ اساتذہ کی خدمت کرتا ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا: "میری خدمت کریں گے؟" انہوں نے عرض کیا: ضرور، جو خدمت فرمائیں

حاضر ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا: "میری خدمت یہ ہے کہ میرے لئے یہ دعاء کیا کریں کہ میری حیات میں پوری دنیا پر اسلام کا جھنڈا قائم ہو جائے۔"

(۲۰) مراد متقین:

ایک طالب علم نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ "می دہد یزدان مراد متقین" کا مضمون کسی حدیث سے بھی ثابت ہے؟ حضرت اقدس نے فرمایا: یہ تو پورے قرآن اور حدیث کا نچوڑ ہے، میرے سب مواعظ کا خلاصہ اور نچوڑ بھی یہی ہے:

﴿ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا۝ ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہ ان اللّٰہ بالغ امرہ قد جعل اللّٰہ لکل شیء قدرا۝﴾ (۶۵-۲،۳)

"اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے (مضرتوں سے) نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس (کی اصلاح مہمات) کے لئے کافی ہے اللہ تعالیٰ اپنا کام (جس طرح چاہے) پورا کر کے رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا ایک اندازہ (اپنے علم میں) مقرر کر رکھا ہے۔"

ساتھ یہ بھی سمجھ لیں کہ مراد متقین کیا ہے؟ مراد متقین یہ ہے کہ پوری دنیا پر صرف ایک اللہ کی حکومت قائم ہو جائے۔

(۲۱) زاہدین کا مکالمہ:

دو زاہدوں کی باہم ملاقات ہوئی ان میں سے ایک ظاہر و باطن دونوں طرح زاہد یعنی تارک الدنیا تھے، محبت کی نوک جھونک شروع ہو گئی جو ظاہراً بھی زاہد تھے انہوں نے

دوسرے سے فرمایا:

"آپ ایسی شان وشوکت سے کیوں رہتے ہیں؟"

انہوں نے جواب میں فرمایا:

﴿اما حالی فیقول الحمد للّٰہ واما حالک فیقول اعطونی شیئا للّٰہ﴾

"میرا حال بتاتا ہے کہ الحمد اللہ! میرے اللہ نے مجھے بہت کچھ دیا ہے اور آپ کا حال یہ کہہ رہا ہے کہ میں مسکین ہوں اللہ کے لئے مجھے کچھ دیجئے۔"

اسی طرح اور دو بزرگوں کا باہم مکالمہ ہوا، جو ظاہرًا بھی تارک دنیا تھے انہوں نے فرمایا ع

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

"جو دنیا کو دوست رکھتا ہے وہ مرد نہیں۔"

دوسرے نے فورًا برجستہ جواب میں فرمایا ع

اگر دارد برائے دوست دارد

"اگر دنیا کو دوست رکھے تو اس محبوب حقیقی کی رضا کے لئے رکھے۔"

یہ حضرات نعم دنیا کو آئینہ جمال یار بنا کر محبوب حقیقی کی رضا میں ترقی کا ذریعہ بناتے ہیں ؎

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر زلذت شرب دوام ما

(تارکین دنیا کی اقسام کی تفصیل وعظ "محبت الہیہ" میں دیکھیں۔ جامع)

(۲۲) صبح بیدار ہونے پر عزم جہاد تازہ کریں:

جب صبح آنکھ کھلے تو فوراً یہ سوچا کریں کہ آپ مجاہد ہیں، مجاہد تو چوبیس گھنٹے مجاہد ہی رہتا ہے اسے سوتے میں بھی ثواب ملتا رہتا ہے، صبح کو دشمن کا مقابلہ شروع ہونے والا ہے لہٰذا اس استحضار کو تازہ کرلیں۔ سب سے پہلا دشمن نفس ہے پھر شیطان ہے پھر برا معاشرہ ہے لہٰذا صبح کے وقت عزم تازہ کریں کہ یا اللہ! تو نے مجھے دنیا میں مجاہد بنا کر بھیجا ہے تو ہی میری مدد فرما تیری دستگیری ہوگی تو کام چلے گا ورنہ نہیں، عزم وہمت کا قلب پر بہت ہی زیادہ اثر پڑتا ہے یہ دعاء بھی جاری رہے:

﴿ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکفرین ۝﴾ (۳-۱۴۷)

یہ دعاء مانگا کریں، مانگا کریں، پڑھا نہ کریں، دونوں میں فرق ہے، آج کا مسلمان طوطے کی طرح دعاء کے الفاظ رٹتا ہے نہ معنی و مطلب سمجھے نہ دل اس طرف متوجہ ہو۔ صبح کو تین مرتبہ یہ دعاء مانگا کریں پھر جہاں یاد آئے جہاں موقع ہو یہ دعاء کریں اور جہاں کہیں جہاد میں کٹھن موقع آئے تو خاص طور پر یہ دعاء مانگا کریں۔ یہ دعاء انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے صحابہ کی ہے، نبی کی معیت میں بوقت جہاد وہ یہ دعاء مانگا کرتے تھے کوئی اور بات ہوتی ہی نہیں تھی:

﴿و کأین من نبی قتل معه ربیون کثیر فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل اللّٰه و ما ضعفوا و ما استکانوا و اللّٰه یحب الصبرین ۝ و ما کان قولهم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکفرین ۝ فاتهم اللّٰه ثواب الدنیا و حسن ثواب الاخرة و اللّٰه یحب المحسنین ۝﴾

(۳-۱۴۶ تا ۱۴۸)

"اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت اللہ والے لڑے ہیں سو نہ تو ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے اور ان کی زبان سے بھی تو اس کے سوا کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے عرض کیا اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں حد سے گزر جانے کو بخش دیجئے اور ہمیں ثابت قدم رکھئے اور ہمیں کافر لوگوں پر غالب کیجئے سو انہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ عطاء فرمایا اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکو کاروں سے محبت ہے۔"

(۲۳) بیدار ہونے کا نسخہ اکسیر:

بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ تہجد کے لئے اٹھا نہیں جاتا اور بعض کہتے ہیں کہ فجر کی جماعت نکل جاتی ہے صحیح وقت پر آنکھ نہیں کھلتی اور بعض ایسے بھی ہیں جن کی فجر قضاء ہو جاتی ہے نماز کے وقت آنکھ نہیں کھلتی۔ اس کی ایک تدبیر تو یہ ہے کہ پختہ عزم کر کے سویا کریں اس کی مثال یہ ہے کہ آپ کو کہیں سفر پر جانا ہے اور جہاز یا ریل گاڑی کی روانگی آدھی رات کو ہوگی تو تجربہ کیجئے خود بخود آنکھ کھلے گی بلکہ بعض تو گاڑی نکل جانے کے خوف سے سوئیں گے ہی نہیں۔ بات یہ ہے کہ قلب میں جس کام کی اہمیت ہوتی ہے وہ کام مشکل ہونے کے باوجود انسان کر لیتا ہے اور جس کام کی اہمیت نہیں اسے آسان ہونے کے باوجود نہیں کرتا۔ دوسری مثال یہ کہ اگر کوئی کہے کہ رات کو تین یا ساڑھے تین بجے فلاں جگہ پر جو پہنچے گا اسے ہزار روپے انعام دیا جائے گا تو انعام کی خوشی میں نیند ہی نہیں آئے گی سونے کی کوشش بھی کریں تو نہیں سو سکیں گے۔ اسی طرح اگر کسی نے خبر دی کہ بوقت سحر دشمن حملہ کرے گا یا سمندر کا رخ شہر کی

طرف ہے زبردست طوفان آنے والا ہے تو پھر کیا آپ ہمیں پرچہ لکھیں گے کہ صبح کو آنکھ نہیں کھلتی۔ لہٰذا پختہ عزم کر کے استحضار کر کے سوئیں۔ یہ نسخہ استعمال کر کے دیکھیں ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی خطا نہیں جائے گا۔

(۲۴) غافل دل کی دعاء قبول نہیں ہوتی:

جب بھی دعاء مانگیں تو پوری طرح متوجہ ہو کر مانگیں اور جب تک آپ دعاء کا مضمون ہی نہیں سمجھتے اس کی طرف توجہ کیا ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ادعوا اللّٰه وانتم موقنون بالا جابة واعلموا ان اللّٰه لا یستجیب دعاء من قلب غافل لاہ﴾

(رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

”اللہ کو ایسی حالت میں پکارو کہ تم قبول کا یقین رکھتے ہو اور یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل کی کوئی دعاء قبول نہیں فرماتے۔“

کوشش کریں کہ جیسے دنیا میں کسی سے کوئی چیز مانگتے ہیں تو کس طرح متوجہ ہو کر مانگتے ہیں تو جو احکم الحاکمین ہے اس سے مانگتے وقت اگر دل متوجہ نہ ہو تو دعاء کیسے قبول ہوگی؟ مثال کے طور پر آپ کسی بادشاہ کے پاس کوئی درخواست لے کر گئے اس کے پاس پہنچے تو کبھی ادھر دیکھ رہے ہیں کبھی ادھر، کبھی فانوس کو دیکھ رہے ہیں کبھی انگلیاں چٹخا رہے ہیں تو بادشاہ کہے گا کہ یہ نالائق تو ہمارے دربار کی توہین کر رہا ہے، بادشاہ کو تو صرف ظاہر کا پتا چلتا ہے وہ ظاہری توجہ کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ظاہر و باطن دونوں کو دیکھتے ہیں، دنیا کے چھوٹے سے بادشاہ کے پاس جاتے ہیں تو خوب متوجہ رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو تمام حاجات کو پورا کرنے والے ہیں ہر نعمت انہی کی عطاء کی ہوئی ہے ان کے حضور درخواست پیش کرتے وقت تو خوب متوجہ رہنا چاہئے۔

(۲۵) غیر ثابت دعاؤں کے مفاسد:

جو شخص ہر موقع کی دعائیں یاد کر لے اور پڑھا کرے وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں بہت بڑا ولی اللہ بن گیا ہوں، لوگ بھی اس کے بارے میں یہی خیال کرتے ہیں اس کے بارے میں یہ سمجھ لیں کہ عام طور پر جو دعائیں مشہور ہیں وہ اکثر غیر ثابت ہیں مثلاً طواف کی دعائیں کہ فلاں کی یہ دعاء فلاں کی یہ وضوء کی دعائیں کہ فلاں عضو دھوتے وقت فلاں دعاء پھر وضوء کے بعد انگلی اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھنا، یہ سب غیر ثابت ہیں وضوء میں صرف ایک دعاء ثابت ہے:

﴿اللهم اغفرلی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی﴾

"رزقی" والی روایت زیادہ قوی ہے اور امری والی جامع ہے۔ طلب علم کے ابتدائی دور میں مجھے خیال رہتا تھا کہ امری پڑھا جائے اس لئے کہ یہ جامع ہے سب حاجات کو شامل ہے مگر بعد میں خیال ہوا کہ جب رزقی والی روایت زیادہ قوی ہے تو وہی پڑھنی چاہئے رہی یہ بات کہ امری جامع ہے تو اس کا یہ حل ہو سکتا ہے کہ رزقی سے ظاہر وباطن، دنیا و آخرت، قلب وقالب ہر قسم کا رزق مراد لے لیا جائے چنانچہ اس کے بعد سے میں نے رزقی پڑھنا شروع کر دیا۔

مکہ مکرمہ میں ایک شخص نے کہا کہ اشتہار چھپا ہوا ہے کہ وضوء کی دعائیں بدعت ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کیونکہ غیر سنت کو سنت سمجھنا بدعت ہے۔ حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک نجدی ہندوستان میں آجاتا تو ان سارے وجدیوں کا دماغ درست کر دیتا۔ ہر بدعت کی ابتداء اچھی ہوتی ہے لوگوں نے دعائیں اس لئے نقل کی ہیں کہ انہیں بطور دعاء پڑھا جائے لیکن انہیں سنت سمجھا جانے لگا۔ دوسری بات یہ کہ جو دعائیں پڑھتا رہتا ہے وہ مطمئن ہو جاتا ہے کہ میں بہت صالح

ہوں وہ صرف دعائیں ہی پڑھتا رہتا ہے گناہ چھوڑنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

(۲۶) خوشی کا دن یا ماتم کا؟:

لوگ چودہ اگست کو جشن آزادی مناتے ہیں، خوشی مناتے ہیں کہ کافروں سے نجات مل گئی۔ اس بارے میں یہ سوچیں کہ پاکستان بنانے کا مقصد کیا تھا؟ یہی نا کہ ہمارا دین محفوظ ہو جائے، اب یہ دیکھیں کہ دین محفوظ ہوا یا اور بگڑ گیا۔ جو عورتیں باپردہ تھیں وہ بے پردہ ہو گئیں اور ان کی اولاد تو بالکل ننگی ہو گئی۔ ایک شخص نے مجھے خود بتایا کہ قیام پاکستان سے پہلے ہمارے گھر والے گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے اور اگر کبھی ضرورت سے نکلے تو گھر پر ڈولی آتی تھی اس میں بیٹھ کر جاتے تھے اور اب یہ حالت ہے کہ جہاں جی چاہا نکل گئے۔ یہ تو ایک مثال میں نے بتا دی ورنہ پاکستان بننے کے بعد زندگی کے ہر شعبے میں بے دینی کا ایک سیلاب آ چکا ہے، تو یہ خوشی کا دن ہے یا ماتم کا؟ ماتم کیجئے کیونکہ مسلمانوں نے کفار سے نہیں دین سے نجات حاصل کی ہے۔

(۲۷) آخرت کی تیاری کی فکر:

کسی نے حضرت اقدس سے پوچھا کہ حشر کہاں ہو گا؟ حضرت اقدس نے فرمایا:

> ”آپ نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے، تیاری کی فکر کرنی چاہئے، یہ فضول سوال ہے اس سے کیا فائدہ؟۔“

ایک اعرابی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ (متفق علیہ)

(۲۸) اولیاء اللہ کی تعریف:

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون○ الذین امنوا وکانوا یتقون○ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمت اللّٰہ ذلک ھو الفوز العظیم○﴾

(یونس۔۶۳،۶۴)

یہاں دو باتیں بتانا چاہتا ہوں ایک یہ کہ اولیاء اللہ کون ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ دنیا میں کیسے مطمئن رہتے ہیں۔ لوگ اولیاء اللہ کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ کوئی بہت عجیب مخلوق ہے۔ ولی کے لغوی معنی ہیں "دوست" قرآن میں کئی جگہ پر اس کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی نافرمانی نہیں کرتے، عقلی لحاظ سے بھی انسان اسی کو دوست رکھتا ہے جو اس کی نافرمانی نہ کرے، اس آیت میں بھی اسی کو بیان فرمایا:

﴿الذین امنوا وکانوا یتقون﴾

اولیاء اللہ کے بارے میں لوگوں کے مختلف نظریات ہیں، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں جنہیں شہوت نہ ہو، شادی کے قابل نہ ہوں۔ بعض کا خیال ہے کہ اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں جو رات کو سوتے نہیں، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جن کا دل جاری ہو جائے وہ اولیاء اللہ ہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص نے کہا کہ میرا دل جاری کر دیجئے۔ فرمایا یہ کیا مشکل ہے ایک طمانچہ لگا دوں تو دل جاری ہو جائے گا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کے پھونک مارنے سے بیماری وغیرہ ہر قسم کی تکلیف ایک دم ختم، بعض لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ولی وہ ہوتا ہے جو نماز مدینہ جا کر پڑھتا ہے۔

خوب سمجھ لیں کہ اصل کرامت دین پر استقامت ہے، اگر کوئی کرامتیں تو بہت دکھاتا ہے لیکن گناہ نہیں چھوڑتا اور دوسروں کو گناہوں سے نہیں روکتا تو وہ ہرگز ولی اللہ

نہیں ہو سکتا وہ جو کچھ دکھا رہا ہے کرامت نہیں وہ یا تو خفۃ الید ہے، یا سحر ہے، یا مسمریزم یا استدراج ایسی کوئی چیز ہو گی۔ کرامت تو عزت و اعزاز کو کہتے ہیں جو خود گناہ نہیں چھوڑتا یا دوسروں کو گناہوں سے نہیں روکتا وہ تو بہت ذلیل ہے۔

ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کئی سال رہا پھر جانے لگا تو آپ نے اس سے حال دریافت فرمایا، اس نے کہا کہ مجھے یہاں آپ کے پاس اتنی مدت ہو گئی میں نے کوئی کرامت نہیں دیکھی فرمایا کہ اس عرصے میں کوئی کام خلاف شرع دیکھا؟ اس نے کہا نہیں: فرمایا بس یہی کرامت ہے:

﴿الاستقامۃ فوق الف کرامۃ﴾

اصل کرامت دین پر استقامت ہے جیسا کہ صحابہ کرام کی کرامت تھی۔ آج کے زمانے میں اگر کسی نے ڈاڑھی رکھ لی تو یہ کرامت ہے یا نہیں؟ بے دینی کے ماحول میں کسی عورت نے شرعی پردہ کر لیا تو بتایئے کرامت ہے یا نہیں؟ شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

موحد چہ در پائے ریزی زرش
چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد زکس
برین است بنیاد توحید و بس

نہ کسی چیز کی طمع اسے دین سے ہٹا سکتی ہے اور نہ کسی چیز کا خوف۔

ایک بات کا بیان ہو گیا کہ ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو اللہ کی نافرمانی سے بچے:

﴿الذین امنوا وکانوا یتقون﴾

اب دوسری بات سنئے کہ وہ دنیا میں کیسے مطمئن رہتے ہیں، فرمایا:

﴿لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

انہیں نہ تو آیندہ کسی چیز کا خوف ہوتا ہے اور نہ گزشتہ کا غم ہوتا ہے کہ یہ نقصان ہو گیا وہ نقصان ہو گیا گناہوں سے بچنے کی خاصیت یہ ہے کہ آیندہ کا خوف اور گزشتہ کا غم انسان کے دل سے نکل جاتا ہے وہ ہروقت مست رہتا ہے۔ یہ مستی انہیں کہاں سے آتی ہے اس کے بارے میں فرمایا:

﴿لهم البشرى فى الحيوة الدنيا وفى الاخرة﴾

انہیں دنیا و آخرت میں بشارتیں ملتی رہتی ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں تو پھر وہ پریشان کیسے ہوں۔ آگے فرمایا:

﴿لا تبديل لكلمت الله﴾

یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو بدل نہیں سکتا، آگے ارشاد ہے:

﴿ذلک هو الفوز العظيم﴾

یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا:

﴿ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التى كنتم توعدون○ نحن اولیؤكم فى الحيوة الدنيا وفى الاخرة ولكم فيها ما تشتهى انفسكم ولكم فيها ما تدعون○ نزلا من غفور رحيم○﴾

(۴۱ - ۳۰تا۳۲)

جو لوگ ہماری نافرمانی سے بچتے ہیں ان پر فرشتے نازل ہوتے رہتے ہیں ان کے دلوں پر فرشتے اترتے ہیں اسی لئے تو ان کے دل ایسے ہو جاتے ہیں کہ کوئی خوف و غم نہیں، ایسا اس لئے ہے کہ ان کے دلوں کو فرشتوں نے تھاما ہوا ہے۔ تیسری جگہ فرمایا:

﴿الذين يحملون العرش و من حوله يسبحون بحمد ربهم

ویؤمنون به ویستغفرون للذین امنوا ربنا وسعت کل شیء رحمة وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم۝ ربنا وادخلھم جنت عدن التی وعدتھم ومن صلح من ابائھم وازواجھم وذریتھم انک انت العزیز الحکیم۝ وقھم السیات ومن تق السیات یومئذ فقد رحمة وذلک ھو الفوز العظیم۝ (۴۰-۷تا۹)

جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں وہ اور جو عرش کے ارد گرد ہیں سب سے زیادہ مقرب ہیں وہ ان کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں جن کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہوں، فرشتے ان کے دلوں پر اترتے رہتے ہوں اور دن رات اللہ کی طرف سے بشارتیں مل رہی ہوں وہ کیسے پریشان ہو سکتے ہیں؟ آپ ایک گناہ سے توبہ کریں گے تو پریشانی میں کمی ہوگی دل مطمئن ہوگا دوسرے سے توبہ کریں گے اور کمی ہوگی جتنے گناہوں سے توبہ کرتے جائیں گے پریشانیوں میں کمی ہوتی جائے گی اگر کسی کا دل پریشان رہتا ہے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ اللہ کا نافرمان ہے کیونکہ اللہ کے فرمانبردار تو کبھی پریشان نہیں ہوتے ۔

عطا اسلاف کا جذب دروں کر
شمول زمرۂ لا یحزنوں کر

یا اللہ! اسلاف جیسا جذبہ محبت عطاء فرمادے اور لا یحزنون کے زمرے میں داخل فرمالے اور یہ ہوگا کیسے؟ ۔

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولی مجھے صاحب جنوں کر

جب تک دنیا کی عقل کو جواب نہیں دیتے اس وقت تک کام نہیں بنے گا۔

۲۹ دل تندرست ہونے کی علامت:

آج کے مسلمان کا آوازیں سننے کے بارے میں مزاج بگڑ گیا ہے اچھی آواز سے وحشت اور بری اور بھدی آواز سے اسے انس ہو گیا ہے، مثال کے طور پر بچے کے رونے کی آواز اللہ کی رحمت کا ذریعہ ہے اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ بچہ جب رونے لگے تو اگر اسے کوئی تکلیف ہے تو دور کریں ورنہ رونے دیں اس سے اس کا علاج ہو رہا ہے اس کی وجہ سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک بار میں نے اپنے استاذ حضرت مولانا اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ بچہ بہت روتا ہے تعویذ دے دیجئے۔ فرمایا:

"رونا تو چاہئے ہم بڑوں کو بڑے نہیں روتے تو کم از کم بچوں کو تو رونے دو۔"

بچوں کے رونے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے دوسرا فائدہ یہ کہ اس سے ان کی ورزش ہوتی ہے، سینے کی نالیاں صاف ہوتی ہیں پھر وہ ساتھ ساتھ ہاتھ پاؤں چلاتا ہے تو پورے جسم کی ورزش ہو جاتی ہے۔ ایک حکیم صاحب کہتے تھے:

"بچہ روتا ہے بیٹ کرنے کے لئے ماں اسے چوگا دیتی ہے۔"

بچے کو پاخانے کی حاجت ہے ماں اسے مزید دودھ پلا دیتی ہے۔ ایک دوسرے حکیم صاحب کا تبصرہ بھی سن لیجئے کہتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ بچے کے دل میں وحی کرتے ہیں کہ رو کر ورزش کرو اور یہ شیطان کی ٹونٹی اس کے منہ میں ٹھونس دیتے ہیں۔"

اب تو بوتل کا زمانہ ہے روتا ہے تو بوتل کی ٹونٹی اس کے منہ میں ٹھونس دیتے

ہیں۔ یا چٹکیاں بجاتے ہیں یا تالیاں پیٹتے ہیں یا عجیب عجیب آوازیں نکالتے ہیں یا کوئی جھنجھنا وغیرہ بجاتے ہیں، یہ آوازیں سب منکرات ہیں۔ احمق والدین اس کے چڑیا جیسے ننھے منے دل و دماغ میں یہ آوازیں محبوب بنا دیتے ہیں دماغ میں گھسا دیتے ہیں شروع ہی سے اس کا مزاج اتنا خراب کر دیتے ہیں کہ بڑے ہو کر جب تک وہ ٹی وی اور ریڈیو پر ڈھول ڈھمکانہ سن لے اسے سکون ہی نہیں ملتا۔ کبھی میرے کان میں ان گویوں کی آواز پڑ جاتی ہے تو مجھے شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شعر یاد آجاتا ہے ؎

پنبہ　در　گوشم　بدہ　تا نشنوم

یا　درون　بکشای　تا بیرون　روم

فرماتے ہیں کہ مجھے لوگ ایک محفل میلاد میں پکڑ کے لے گئے اور اندر سے دروازے بند کر دیئے، وہاں جو قوال گا رہا تھا اس کی آواز اتنی بری تھی کہ میں نے کہا یا تو میرے کانوں میں روئی ٹھونس دو یا دروازہ کھول دو تاکہ میں باہر بھاگ جاؤں۔ ان گویوں کے مضامین تو خراب ہوتے ہی ہیں لیکن آواز بھی اتنی خراب کہ بقول حضرت لقمان علیہ السلام:

﴿ان انکر الاصوات لصوت الحمیر﴾ (۳۱-۱۹)

"بے شک سب آوازوں سے زیادہ بری گدھے کی آواز ہے۔"

مگر لوگوں کو وہ بہت اچھی لگتی ہے پھر اس کے ساتھ ڈھول ڈھمکا بھی کھٹا کھٹ کھٹا کھٹ۔ اگر کسی گانا سننے والے سے کہا جائے نرمی اور محبت سے سمجھایا جائے کہ تمہارا مقصد تو گانا سننا ہے آواز کم کر دو یا تار کان میں لگا لو تو وہ کبھی نہیں مانے گا اسے مزا ہی نہیں آتا، جتنی آواز بلند ہو گی اسے اتنا ہی زیادہ مزا آئے گا۔ ان لوگوں کی طبیعت ایسی بگڑ گئی ہے۔ انسان کے لئے اصل یہ ہے کہ سکوت ہو اور جب بولے تو سلیقے سے مناسب آواز سے، اصل طبیعت تو یہ ہے۔

ایک کلیہ سمجھ لیں کہ جو آوازیں دینی لحاظ سے بری ہیں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منکر کہا ہے اگر انہیں سن کر دماغ پر چوٹ نہ پڑے، مٹانے کے لئے بے تاب نہ ہو تو دل بیمار ہے اور اگر دل و دماغ پر چوٹ پڑتی ہے اسے مٹانے کے لئے بیتاب ہو جاتے ہیں تو دل تندرست ہے۔

(۳۰) اپنے کمال کی بجائے اللہ کے کرم پر نظر:

ایک دن وعظ میں حضرت اقدس نے ایک آیت پڑھی تو اس میں کچھ غلطی ہوگئی اس پر فرمایا:

کل کے بیان میں ایک آیت پڑھی تھی:

﴿ولکن اللّٰہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الرشدون۝ فضلا من اللّٰہ ونعمۃ واللّٰہ علیم حکیم۝﴾ (۴۹-۷،۸)

اس میں واللّٰہ علیم حکیم کی بجائے میں نے ذلک ھو الفوز العظیم پڑھ دیا۔ پھر اس مسئلہ پر غور کیا کہ یہ جو آیت تبدیل ہوگئی تو اس کا تدارک ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو جلدی کرنا چاہئے یاد کی جا سکتی ہے؟ اپنے دل سے استفتاء کیا جواب یہ ملا کہ اگر کوئی مسئلہ شرعیہ ہو تو جتنی جلدی ہو سکے اس کا تدارک ضروری ہے، کبھی کبھار ایسا ہو جاتا ہے تو جب تک اس شخص کو صحیح مسئلہ نہیں بتا دیتا چین نہیں آتا اس لئے کہ اگر بتانے سے پہلے دونوں میں سے کوئی مر گیا تو کیا ہو گا، اور اگر مسئلہ شرعیہ نہیں بلکہ آیت یا حدیث ہے تو جلدی کی ضرورت نہیں بلکہ اگر نہ بھی بتایا جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ حافظ و عالم کو اسی وقت پتا چل جائے گا کہ پڑھنے میں غلطی ہوئی ہے اور عامی کو تو پتا ہی نہیں کہ کیا پڑھا ہے۔ اس کے باوجود میں کیوں بتا رہا ہوں اس لئے کہ عبرت کی بات بتانا چاہتا ہوں۔ آیت میں ہے: فضلا من اللّٰہ ونعمۃ۔

اس میں اس پر تنبیہ ہے کہ انسان میں جتنے بھی کمالات ہیں وہ اس کے اپنے نہیں اللہ تعالیٰ کی عطاء ہیں ہمارا علم کچھ نہیں ہمارا کوئی کمال نہیں سب اللہ ہی کا فضل وکرم ہے، اس حقیقت کو بتانے کے لئے دوسری آیت زبان پر جاری فرمادی۔ انسان کی تمام صلاحیتیں اور اس کا علم سب کچھ اللہ کی عطاء ہے اسی کے قبضہ قدرت میں ہے:

﴿یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۝﴾ (۱۷-۸۵)

ایک بار میں یہیں ناظم آباد میں اپنی بیٹی کے گھر جارہا تھا تو راستہ بھول گیا حالانکہ تقریباً ہفتہ میں ایک بار تو وہاں جانا ہوتا ہی تھا اس کے باوجود راستہ بھول گیا بہت دیر تک ڈھونڈتا رہا مگر راستہ نہ ملا بالآخر واپس آگیا۔

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بار خانقاہ سے گھر جانے لگے، دن میں کئی بار آنا جانا ہوتا تھا اس کے باوجود راستہ بھول گئے اور چلتے چلتے پھر خانقاہ میں پہنچ گئے۔ ایک بار حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک جگہ وعظ کے لئے بلایا گیا، آپ کے وعظ میں ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم دیوبند کے بہت اونچے اساتذہ میں سے ہیں میرے بھی استاذ ہیں آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں کسی اور کا وعظ کبھی نہیں سنتا صرف حضرت تھانوی کا وعظ سننے جاتا ہوں۔ وجہ یہ بیان فرمائی کہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے وہ حکمت اور بصیرت عطاء فرمائی ہے کہ امت کی نبض پر ہاتھ رکھ کر مرض کی تشخیص کر کے اس کے مطابق علاج بتاتے ہیں۔ جب آپ وعظ کے لئے اسٹیج پر تشریف لے گئے تو تھوڑی دیر بیٹھے رہے پھر فرمایا کہ کوئی مضمون ذہن میں نہیں آرہا وعظ نہیں ہوگا، یہ فرما کر نیچے اتر آئے پھر فرمایا کہ میں نے اپنے دل کو ٹٹولا کہ بظاہر اتنی بڑی سبکی اتنی خفت کہ لوگ کیا کہیں گے تو اس کا قلب پر کچھ اثر پڑا یا نہیں، فرمایا الحمد للہ! بال برابر بھی اثر نہیں پڑا۔ اتنے بڑے بزرگ اور وعظ میں اتنے مشہور کہ دور دور سے ہزاروں افراد آپ کا وعظ سننے آتے تھے اس کے علاوہ آپ کے

وعظ میں علماء بکثرت ہوا کرتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ کے قلب پر کوئی اثر نہ ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے وہ جن لوگوں سے دین کا کام لیتے ہیں عجب و کبر سے بچانے کے لئے ان کے ساتھ ایسے معاملات فرماتے ہیں تاکہ نظر اپنے کمال کی بجائے اللہ کے کرم پر ہی رہے کہ سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

حضرت پھولپوری رحمہ اللہ تعالیٰ فجر کے بعد تقریباً گیارہ بجے تک ذکر میں مشغول رہتے تھے ایک بار ایک شخص زمین کے کچھ کاغذات لے کر آیا کہ ان پر دستخط کر دیں آپ کاغذات ہاتھ میں لے کر کچھ سوچنے لگے تھوڑی دیر بعد فرمایا:

میرا نام کیا ہے؟ اپنا نام یاد نہیں آرہا تھا۔ یہ قصہ صرف ظاہری مشابہت کی وجہ سے بتا دیا اس میں عجب سے حفاظت کی حکمت نہیں بلکہ توجہ الی اللہ کے غلبہ اور جذب کی ربودگی تھی، جیسے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من" (کون) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: عائشہ۔ فرمایا: من عائشه؟ "کون عائشہ؟" تو عرض کیا: بنت ابی بکر؟ فرمایا: من ابو بکر؟ "کون ابوبکر؟" عرض کیا: ابن ابی قحافه۔ فرمایا: من ابو قحافه؟ "کون ابو قحافہ؟" حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سمجھا کہ اس وقت کچھ عجیب ہی شان ہے اس لئے مرعوب ہو کہ واپس لوٹ گئیں ۔

نمود جلوۂ بے رنگ میں ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں:

﴿ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا○ الا رحمة من ربک ان فضله کان علیک

کبیرا﴿ (۱۷-۸۶، ۸۷)

فرمایا اگر ہم چاہیں تو آپ کے تمام علوم ختم کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پوری دنیا کے علوم سے زیادہ ہے اس کے باوجود تنبیہ کی جارہی ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے ہی قبضہ قدرت میں ہے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے یہ ہماری رحمت ہے اور ہمارا کرم ہے۔ پھر ایک بار اللہ تعالیٰ نے اس کا تجربہ بھی کر کے دکھادیا، ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام کسی اجنبی شخص کی صورت میں تشریف لائے اور اسلام کے عقائد و اعمال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کئے اس سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تعلیم دلانا مقصود تھا چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سؤالات کرتے ہوئے ڈرتے تھے کہ کہیں کوئی بے فائدہ سؤال نہ کر ڈالیں خصوصاً جب قرآن مجید میں اس کی ممانعت نازل ہوئی:

﴿ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسی من قبل ومن یتبدل الکفر بالایمن فقد ضل سواء السبیل﴾ (۲-۱۰۸)

اور فرمایا:

﴿یایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسئو کم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القراٰن تبدلکم عفا اللّٰہ عنھا واللّٰہ غفور حلیم﴾ (۵-۱۰۱)

اس سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور زیادہ ڈرنے لگے اسی لئے حضرت جبریل علیہ السلام نے سؤالات کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات دیئے جس سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فائدہ ہو گیا۔ اس وقت ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو نہیں پہچانا جب وہ تشریف لے گئے تو

حاضرین سے فرمایا کہ انہیں تلاش کریں جب وہ نہیں ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبریل تھے۔ تئیس سال تک جن کے ساتھ دوستی رہی آخر عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پہچان نہیں سکے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اپنی قدرت کا اظہار تھا کہ سب کچھ ہمارے قبضے میں ہے۔

آج کل تو لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر کسی کو دو چار لفظ آ گئے تو وہ خود کو معلوم نہیں کیا سمجھنے لگتا ہے ؎

گر گدھے کے کان میں کہہ دو کہ عاشق تجھ پہ ہوں
ہے یقین کامل کہ وہ بھی گھاس کھانا چھوڑ دے

دو چار لفظ آ گئے کچھ علمی صلاحیت پیدا ہو گئی تو سمجھتا ہے کہ بہت بڑا علامہ بن گیا، سبحان اللہ! میرا بیان کتنا اچھا ہوتا ہے، میری قراءت کیسی بہتر ہوتی ہے، کبھی ایسے خیالات آنے لگیں تو یہ شعر پڑھ لیا کریں اس وقت خود کو گدھا بنا دیا کریں کہ ارے! تجھے بھی خیال ہو رہا ہے کہ میرا کوئی عاشق ہے میں اس کا معشوق ہوں۔

(۳۱) صحت کا مدار:

صحت کا دارومدار تین چیزوں پر ہے، وقت پر کھانا، وقت پر سونا اور صبح کی تفریح یہ تفریح صرف مردوں کے لئے مفید ہے خواتین کا بغرض تفریح گھر سے نکلنا ان کی صحت کے لئے بہت سخت مضر ہے، تفصیل وعظ خواتین کی تفریح میں پڑھیں۔

حکیم اجمل خان کا قول ہے:

"صبح کی ہوا لاکھوں روپے کی دواء۔"

صبح میں اور کچھ کھانے پینے کی بجائے ہوا کھایا کریں۔ دوسری چیز وقت پر کھانا، آج کل کے اخلاق میں یہ بھی شامل ہے کہ جو آ گیا اسے کھلاؤ اور اس کے ساتھ خود بھی

کھاؤ۔ کھاؤ پیو اور ہگو موتو، آج کا انسان گو موت بنانے کی مشین ہے۔ تیسری چیز وقت پر سونا، یعنی رات کو جلدی سونا اور صبح کو جلدی اٹھنا، یہ اسلام کی تعلیم ہے اور اس پر ساری دنیا کے اطباء کا اتفاق ہے کہ رات کو جلدی سونا اور صبح کو جلدی اٹھنا صحت کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ رات کے کھانے اور سونے کے درمیان دو گھنٹے کا فاصلہ ہو کم از کم ایک گھنٹہ تو ضروری ہے ایک گھنٹے سے پہلے سونا صحت کے لئے تباہ کن ہے۔

(۳۲) دنیاداروں کے ساتھ معاملہ:

اگر کوئی دنیوی مقام رکھنے والا اپنا تعارفی کارڈ مجھے دیتا ہے تو اس وقت اس کی دل جوئی کے لئے لے لیتا ہوں جب وہ چلا جاتا ہے تو دفتر میں جو موجود ہو اسے کہتا ہوں کہ یہ کارڈ ردی جلانے کی ٹوکری میں ڈال دو۔

(۳۳) معیار محبت:

دنیا میں آپ کسی سے محبت کا دعوی کرتے ہیں مگر اس محبوب کا دشمن آپ کو کہیں مل گیا تو آپ اس سے ہنس ہنس کر بہت خوش مزاجی سے باتیں کر رہے ہیں محبت کا اظہار کر رہے ہیں تو آپ کا محبوب کہے گا کہ یہ کیسا دوست کیسا محب ہے جو میرے دشمن سے اس طرح مل رہا ہے ؎

ساتھ غیروں کے مری قبر پہ آتے کیوں ہو
تم جلاتے ہو مجھے تو جلاتے کیوں ہو

سورہ مجادلہ میں اسی کا ذکر ہے، جنہیں اللہ کے ساتھ محبت ہے انہیں اللہ کے مخالفین کے ساتھ محبت نہیں ہو سکتی، محبوب کے ساتھ بھی محبت اور اس کے دشمنوں کے ساتھ بھی محبت یہ دونوں کیسے جمع ہو سکتی ہیں؟:

﴿لا تجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا اباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا رضی اللّٰہ عنھم و رضو عنہ اولئک حزب اللّٰہ الا ان حزب اللّٰہ ھم المفلحون﴾ (۵۸-۲۲)

محبوب سے مخالفت نہ عقیدۃً ہو سکتی ہے نہ عملاً، حقیقت یہ ہے کہ عملاً مخالفت ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ عقیدۃً مخالفت نہ ہو۔ جس کے ساتھ محبت کا دعوی ہے اس کی ناراضی کا خوف نہیں تو یہ کیسا ایمان ہے؟

(۳۴) جھوٹے صوفی کی علامات:

آج کل کے جھوٹے صوفیوں کی تین علامتیں ہیں:

(۱) استنجاء پر گھنٹوں لگاتا ہے رگڑ رگڑ کر ستیاناس کر دیتا ہے۔

(۲) اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرتا چلا جائے، ادھر بچے کا ہاتھ لگ گیا وہ ناپاک ہو گئی، فلاں چیز باہر سے آتی ہے حرام ہے، فلاں بسکٹ حرام، فلاں صابن ناپاک ہے۔ مگر قرآن کی نصوص سے جو چیزیں حرام ہیں انہیں غٹا غٹ چڑھا جاتا ہے یعنی بینک اور انشورنس وغیرہ کی حرام کمائی، یہ جھوٹا صوفی حرام خوب کھاتا ہے۔

(۳) ترک منکرات و ادائے فرائض پر سنتوں کو ترجیح دیتا ہو اسی کو معراج ولایت و مدار نجات سمجھتا ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں چھوڑنے اور چھڑانے پر اوراد و وظائف کو ترجیح دیتا ہو۔

(۵) اوراد و ادعیہ ماثورہ پر خود ساختہ اور منگھڑت وظائف اور دعاؤں کو ترجیح دیتا ہو۔

(۶) جہاد سے ڈرتا ہو۔

❼ اپنے خیالات باطلہ کو دین ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہو۔

㉟ بینک والوں کے شیطانی خیال کا جواب:

بینک والے جو یہ کہتے ہیں کہ ہماری آمدنی حلال ہے کیونکہ ہم تو اپنی محنت کا معاوضہ لیتے ہیں اس بارے میں میں ایک مثال دیا کرتا ہوں کہ بازاری عورتیں تو تم سے زیادہ محنت کرتی ہیں تو کیا ان کی کمائی بھی حلال ہے؟ اگرچہ یہ مثال بہت بے حیائی کی ہے مگر کیا کروں بہت سوچا لیکن کوئی اور مثال اس کے سوا ان پر صادق نہیں آتی۔

㊱ پیروں کی تین قسمیں:

فرمایا: پیروں کی تین قسمیں ہیں:

❶ ایک ہوتا ہے لکڑ، بہت موٹی لکڑی، موٹا تنا جسے دریا میں پھینک کر بہت سے لوگ منوں ٹنوں سامان لے کر اس پر بیٹھ جاتے ہیں سامان سمیت یہ سب کو لے جاتا ہے نہ خود ڈوبے اور نہ دوسروں کو ڈوبنے دے، یہ صحیح پیر ہیں، ایسے پیر کا دامن تھام لو تو بیڑا پار۔

❷ دوسرے ہوتے ہیں پتر، پتا، پتے کو کسی نے دیکھا کہ کہیں نہر میں بہہ رہا ہے تو سوچا میں بھی اس پر بیٹھ کر پار ہو جاؤں، اس کے اوپر بیٹھے گا تو پتر تو ایک طرف سے اوپر نکل جائے گا اور سوار ہونے والا غرق ہو جائے گا، مجذوب ایسے ہوتے ہیں کہ خود تو ہدایت پر ہیں مگر ان کا اتباع کرنے والا غرق۔

❸ تیسرے ہوتے ہیں پتھر، پتھر خود بھی ڈوبے اور جو اس پر بیٹھنے لگے گا وہ بھی ڈوبا۔ وہ پیر جنہوں نے اپنے نفس کو اللہ بنایا ہوا ہے وہ پتھر ہی ہیں خود بھی ڈوبیں گے اور جو بھی ان کا اتباع کرے گا وہ بھی ڈوبے گا، دونوں تباہ۔

(۳۷) مستقل بالذات مستقل بدذات:

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ غالباً حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرمایا کرتے تھے:

"مستقل بالذات بننے کا خواہشمند مستقل بدذات ہے۔"

یہ جو چھوٹے چھوٹے مولوی نکلتے ہیں ان میں سے بعض جن میں خود رائی و خود نمائی کا مرض ہوتا ہے، بات بات پر کہتے ہیں "ہماری تحقیق یہ ہے" ہر بات میں اپنی رأی کو دوسروں کی رأی پر ترجیح دیتے ہیں یہ مستقل بدذات ہوتے ہیں جو مولوی مستقل بالذات بننا چاہتا ہے کہتا ہے میری رأی یہ ہے، میری تحقیق یہ ہے وہ مستقل بالذات بننا چاہتا ہے جو درحقیقت مستقل بدذات ہے، یہ سب سے زیادہ خطرناک ہے اس لئے کہ یہ خود تو ڈوبا دوسروں کو بھی ڈبوئے گا۔

ایک مشہور جامعہ کے تخصص فی الافتاء کے طالب علم نے ایک مسئلہ کئی صفحات پر لکھ کر یہاں مجھے دیکھنے کے لئے بھیج دیا، تمام فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی نصوص صریحہ کے خلاف، جس کام کو سب فقہاء نے بالاجماع ناجائز قرار دیا اسے اس پٹھے نے جائز ثابت کرنے کی کوشش کی، اس میں جگہ جگہ لکھا کہ ہماری تحقیق یہ ہے ہماری تحقیق یہ ہے، ابھی انڈے سے نکلا بھی نہیں اور اتنی اونچی پروازیں "ہماری تحقیق یہ ہے" ایسا مسئلہ مسلمہ جس کے جواز کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں اسے جائز کہہ رہا ہے، ایسے ایسے لوگ نکلتے ہیں۔ یہ جو چوزے ہیں ان کے دلوں میں شیطان خیال ڈالتا ہے کہ ایسے کروگے تو بہت نام ہو جائے گا، شہرت ہو جائے گی، بہت واہ واہ ہوگی، یہ لوگ خود بھی اور دوسرا جو بھی ان کے ساتھ ہوگا سارے کے سارے تباہ ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فسادات زمانہ وعلامات قیامت میں شمار فرمایا:

﴿اعجاب کل ذی رأی برأیه﴾ (ابوداؤد)

ہر شخص اپنی عقل کو بڑی سمجھے گا ہماری رائی یہ، ہماری تحقیق یہ ہے، خود کو ''میں'' نہیں کہتے ''ہم'' کہتے ہیں، بہت بڑے مجتہد بن گئے، یہ فساد زمانہ کی علامت ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا:

﴿اعجاب کل ذی رأی برأیه﴾

اور یہاں یہ حال ہے:

﴿اعجاب کل احمق بحماقته﴾

ہر گدھا خود کو سمجھتا ہے کہ کوئی بہت اونچی چیز بن گیا اور اگر کسی نے کوئی دین کی بات سن کر ذرا سا کہہ دیا کہ سبحان اللہ! آپ تو بہت اچھے ہیں، یا کہیں قرآن سنایا تو لوگوں نے کہا واہ حافظ جی! واہ قاری جی! تو پھر کیا بنتا ہے؟ ؎

گر گدھے کے کان میں کہہ دو کہ عاشق تجھ پہ ہوں
ہے یقین کامل کہ وہ بھی گھاس کھانا چھوڑ دے

پھر یہ گھاس کھانا چھوڑ دے گا بس پھر اس کی منت خوشامد کرو، ارے گدھے صاحب! تھوڑی سی گھاس کھالو، گدھے صاحب کھالو ورنہ بھوکے مرجاؤ گے تو یہ بہت ہی ناز اور نخرے سے گردن ہلا ہلا کر کہے گا کہ نہیں کھاؤں گا۔
ہمارے اکابر محققین جن کی رائی پوری دنیا میں مسلم سمجھی جاتی تھی وہ کسی مسئلے میں جب اپنی رائی کچھ ظاہر فرماتے تھے تو بہت تواضع سے یوں فرماتے: ''میرے خیال میں کچھ یوں آرہا ہے''۔ وہ تو جبال علم تھے ان کا یہ حال اور یہ چوزے کہتے ہیں ''ہماری تحقیق یہ ہے'' حقیقت یہ ہے کہ اہل اللہ کی صحبت کے بغیر علم سے کچھ حاصل نہیں وبال جان ہے ؎

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے
حاصل خواجہ بجز پندار نیست

علماء پر لازم ہے کہ کسی مصلح باطن سے اصلاحی تعلق رکھیں (اس کی تفصیل حضرت اقدس کے رسالہ ''استیناس العابد میں دیکھیں۔ جامع)

(۳۸) شوق وطن:

کل شام ہمارے جامعہ کے استاذ مولانا موسیٰ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے، رات تو ''ماقدر اللہ'' سوچ کر اور کہہ کر خود کو تسلی دیتا رہا لیکن آج صبح سے فرح و سرور کی مستی سے مخمور ہوں، جوش محبت سے بار بار بنوٹ کے میدان میں کودنے جیسی جست لگا رہا ہوں، مسرت دو چیزوں کی ہے:

❶ اللہ تعالیٰ نے ہمارے خواص میں سے ایک کو بلالیا جو ان کے وعدے کے مطابق ان کے فضل و کرم سے بہت خوش ہو رہے ہوں گے، ان کی خوشی پر مجھے بھی خوشی ہو رہی ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ماحول سے لوگوں کو بلانا شروع کر دیا ہے جس سے امید قائم ہو گئی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری باری بھی جلدی آجائے گی، اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ دستور نہیں کہ جس علاقے سے بلانا شروع کریں تو پھر دوسروں سے پہلے انہی لوگوں کو بلاتے رہیں مگر چونکہ دنیا میں یہ دستور ہے سو اللہ تعالیٰ سے طلب رحمت کے لئے دنیا کے دستور سے بھی توقع قائم کی جاسکتی ہے، اس کے پیش نظر شوق وطن کی مہمیز لگ گئی ہے ؎

ترس کچھ آ چلا صیاد کو ہاں پھڑ پھڑائے جا
کہ شاید صورت پرواز ہی پرواز بن جائے

(۳۹) جہاد کی مستی:

کسی نے اشکال لکھ کر دیا کہ آپ زینے پر چڑھتے اترتے ... شان دکھاتے ہیں،

ان کا خیال صحیح ہے مگر اس بیچارے کو کیا معلوم کہ یہ کس چیز کی مستی ہے، یہ جوش جہاد کی مستی ہے ؎

خوشا مستی کہ گرد یارو چون پرکار می رقصم

کیسے کیسے عزائم جوش مار رہے ہیں ؎

مت پوچھ کہ جوش اٹھتے ہیں کیا کیا مرے دل میں

اس مستی کے مظاہرے سے اپنے اندر اور دیکھنے سننے والوں میں جوش جہاد بھڑکانا مقصود ہے، چنانچہ ایسی خبریں سننے میں آرہی ہیں کہ میری اس شوکت کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں جہاد کے ولولے جوش مارنے لگے ہیں۔ اس وقت یہ دعاء بھی مانگتا ہوں:

﴿اللھم اشھد بأنی لا ارید الا رضاک﴾

مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! تو گواہ رہ کہ لوگوں میں جذبۂ جہاد بھڑکانے کی خاطر اس طرح شان دکھانے سے میرا مقصود سوائے تیری رضا کے اور کچھ نہیں۔

(اس وقت حضرت اقدس کی عمر اسی برس سے متجاوز ہے۔ جامع)

(۴۰) مساوات کا نعرہ:

فرمایا: مساوات کے نعرے نے قوم کو تباہ کر دیا۔ مرد میں عورت بننے کا جذبہ پیدا ہو گیا اور عورت میں مرد بننے کا، ایسی مساوات کہ پتا ہی نہ چلے کہ مرد ہے یا عورت، مرد دیکھیں تو سارے آلو، ڈاڑھی منڈا منڈا کر عورتوں جیسے بننے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور عورتوں کو دیکھیں تو بے پردہ ہو کر باہر بھاگ بھاگ کر مرد بننے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں، یہ لوگ اللہ کی تقدیر پر راضی نہیں۔

(۴۱) دل گھٹنے کی علامت:

جب میں دار العلوم کورنگی میں تھا ایک بار مسجد سے اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا ایک

مولوی صاحب بھی میرے ساتھ ساتھ چل رہے تھے، وہ کھڑاؤں پہنتے تھے اس وقت کھڑاؤں پہننے کی بجائے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے، میں کسی دوسرے کے ساتھ باتیں کر رہا تھا اس لئے مولوی صاحب کی طرف متوجہ نہیں ہوا، گھر مسجد سے کافی دور تھا وہ برہنہ پاؤں چلتے رہے جب گھر کے قریب پہنچا تو میری نظر پڑی کہ انہوں نے کھڑاؤں ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں، میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگے کہ دیکھئے اس کھڑاؤں میں جہاں میرے پاؤں کا انگوٹھا ٹکتا ہے وہاں انگوٹھے کے دباؤ سے لکڑی گھس گئی اور گڑھا پڑ گیا مگر مجھے آپ کے اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے پاس آئے ہوئے تقریباً سال گزرنے والا ہے میں ابھی تک نہیں گھسا، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میرا دل لکڑی سے بھی زیادہ سخت ہے۔ جب انسان میں فکر پیدا ہو جاتی ہے تو دیکھئے اللہ تعالیٰ کیسی کیسی سوچیں دل و دماغ میں ڈالتے ہیں، میں نے ان سے پوچھا کہ یہ بتائیں یہاں آنے سے پہلے کبھی ایسے خیالات آپ کے دل و دماغ میں آتے تھے؟ کہنے لگے نہیں پہلے تو نہیں آتے تھے۔ میں نے کہا کہ بس سمجھ لیں کہ دل گھس رہا ہے اگر دل نہ گھس رہا ہوتا تو یہ خیال کیسے آتا۔

(۴۲) آج کے مسلمان کی بزدلی اور بہادری کے مواقع:

ایک شخص نے ٹیلیفون پر کہا کہ ہمارے گھر کے عقبی حصے میں جنات کا اثر ہے کچھ عرصے بعد ہمیں وہاں منتقل ہونا ہے ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے ہم کیا کریں؟ میں نے کہا: جو اللہ سے ڈرتا ہے جنات اس سے ڈرتے ہیں خوب یاد رکھئے جو اللہ سے ڈرتا ہے پوری دنیا اس سے ڈرتی ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا دنیا کی ہر چیز اسے ڈراتی ہے، اللہ کی نافرمانیاں چھوڑ دیں جنات آپ سے ڈریں گے بھاگ جائیں گے آپ جنات سے کیوں ڈرتے ہیں؟ وہ کہنے لگے: ''ہم تو گنہگار ہیں'' میں نے کہا اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اللہ کی نافرمانی چھوڑ دو نہیں چھوڑتے تو ہو سکتا ہے کہ یہ ایک جن چھوڑ کر اور بھی سو جن

آجائیں چھوڑو اللہ کی نافرمانیاں ان کا جواب سنئے! کہتے ہیں:

''ہم تو بہت کمزور ہیں۔''

میں نے کہا:

''اللہ کے بندے! اگر تو کمزور ہوتا تو اللہ سے کیوں نہ ڈرتا تو تو اتنا بہادر اتنا بہادر اتنا طاقتور ہے کہ تو تو گویا اللہ سے کہہ رہا ہے کہ جو چاہے کر لے تیری نافرمانی کروں گا تو جہنّم میں پھینکے گا تو کیا ہوا میں جہنّم سے بالکل نہیں ڈرتا تو دنیا میں مصیبتوں میں پیسے گا پیس لے جو کرنا ہے کر لے میں تو بڑا بہادر ہوں بالکل نہیں ڈرتا، آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم بڑے کمزور ہیں، اگر تو کمزور ہوتا تو اللہ کے عذاب سے کیوں نہ ڈرتا اللہ کے عذاب سے تو بڑے بڑے طاقتور بھی ڈرتے ہیں تو تو اللہ سے بھی نہیں ڈرتا تو کمزور کہاں ہے تو تو بڑا بہادر ہے اتنا بہادر کہ جہنّم پر بھی بہادر، جہنّم میں کودنے کے لئے لنگوٹا کسے کھڑا ہے، اللہ کے سامنے بھی بہادر ہے بہادر۔''

پھر وہ بولا ہمارا ایمان کمزور ہے کچھ پڑھنے کو بتا دیں، ایمان کمزور ہے۔ میں نے کہا وعظ ''ہر پریشانی کا علاج'' منگوا کر پڑھو تو اس نے کہا: اس سے کچھ ہو جائے گا، میں نے کہا پڑھ کر تو دیکھو ہو گا انشاء اللہ۔

آج کے مسلمان نے یہ طے کر رکھا ہے کہ جنات اس کا گلا دباتے رہیں طرح طرح کے عذابوں میں پستا رہے، ذلیل ہوتا رہے، دنیا و آخرت دونوں کی جہنّم میں جلتا رہے، کچھ بھی ہو جائے مگر یہ اللہ سے ڈر کر نہیں دے گا، اللہ کی نافرمانی نہیں چھوڑے گا یہ تو طے کر رکھا ہے۔ دوبارہ سن لیجئے کہتے ہیں میں بہت کمزور ہوں بھلا سوچئے اگر کمزور ہوتا تو اللہ سے کیوں نہ ڈرتا جو شخص اللہ سے بھی نہ ڈرے وہ کمزور کیسے ہوا وہ تو بڑا بہادر

ہے:

﴿فما اصبرھم علی النار﴾ (۲-۱۷۵)

”یہ لوگ جہنّم پر کتنے صابر ہیں۔“

﴿۴۳﴾ دیور کے معنی:

ہندی میں دیور کے معنی ہیں ”دوسرا شوہر“”دے“ کے معنی ”دوسرا“”ور“ کے معنی ”شوہر“ اگر کسی میں ذرا سی بھی حیاء ہو تو وہ دیور کا لفظ کبھی بھی اپنے منہ سے نہ نکالے، جب کبھی دیور کا ذکر آئے تو دیور کہنے کی بجائے ”شوہر کے بھائی“ کہا کریں، دیور کہنا چھوڑ دیں، کوئی تو توڑے ان بتوں کو۔

﴿۴۴﴾ نام رکھنے کا طریقہ:

آج کل کے فیشن زدہ لوگوں کوئی نام پسند نہیں آتا عجیب عجیب نام رکھتے ہیں جس کا کچھ بھی مطلب نہیں بنتا۔ کسی نے مجھ سے فون پر پوچھا کہ ایک لڑکی کا نام ”وریشا“ ہے یہ کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ تو عربی میں کوئی لفظ نہیں۔ کہنے لگے کہ وہ لڑکی کہتی ہے کہ قرآن میں نوے پارے میں ہے جس کے معنی ہیں: ”زینت کا سامان“ سبحان اللہ کیا کہنا ایسی عقل کا۔ میں نے انہیں بتایا کہ وریشا کے شروع کی واو تو الگ ہے بمعنی ”اور“ اور آخر میں جو الف ہے وہ بھی بالکل الگ ہے لفظ کے اندر داخل نہیں عربی نحو کے قانون کے مطابق اس کی ایک حالت بتانے کے لئے ہے، باقی رہ گیا ”ریش“ اس کے معنی ہیں: ”بال“ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس لڑکی کا نام وریشا رکھا وہ ڈاڑھی والے مرد سے شادی کرے۔ معلوم نہیں لوگ کیسے کیسے نام رکھتے ہیں اور نام رکھنے کا طریقہ بھی عجیب نکالا ہوا ہے، کہیں سے بھی قرآن کھولو پھر سات ورق پلٹو پھر سیدھے ہاتھ کی طرف سے سات سطریں گنو اس میں جو لفظ آئے گا وہ لے لو۔ اگر ابلیس آجائے،

شیطان آجائے، فرعون یاہامان آگیا، مردود آگیا، خبیث آگیا، خنزیر آگیا تو؟ ایسے کرنا قرآن مجید کی توہین ہے۔ ایک طریقہ میں بتاتا ہوں، کسی کو بہت ہی زیادہ شوق ہو کئی کئی ناموں میں سے منتخب کرنے کا تو بہت آسان طریقہ یہ ہے کہ کسی قبرستان میں چلے جائیں وہاں قبروں پر تختیاں لگی ہوتی ہیں سینکڑوں نام مل جائیں گے جو نام بھی پسند آجائے رکھ لیں، مزید ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ قبروں کو دیکھ کر اپنی موت کا خیال آجائے اور فکر آخرت پیدا ہو جائے، ہر پیدائش کا انجام بالآخر موت ہے اس دنیا سے ایک دن وطن لوٹنا ہے۔

﴿۴۵﴾ طواف کی دعائیں:

طواف کے چکروں میں جو دعائیں پڑھنے کا عام دستور ہو گیا ہے ان کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، چکروں کی تخصیص کے بغیر صرف چند ایک کی ضعیف روایت ملتی ہے، البتہ ایک دو دعائیں قابل اعتماد روایت سے ثابت ہیں مگر ان کی بھی کسی چکر کے ساتھ تخصیص ثابت نہیں۔ وجوہ ذیل کی بناء پر چکروں کی دعائیں پڑھنا بدعت اور گناہ ہے:

❶ جو عمل ضعیف حدیث سے ثابت ہو اسے سنت سمجھنا بدعت اور ناجائز ہے، جب کہ یہ دعائیں کسی ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں اور عوام وخواص انہیں سنت سے بھی بڑھ کر فرض سمجھتے ہیں، اس لئے یہ بہت خطرناک بدعت اور بہت بڑا گناہ ہے۔

❷ ان دعاؤں کے التزام اور دینی اداروں کی طرف سے ان کی روز افزوں اشاعت کی وجہ سے عوام انہیں ضروری سمجھنے لگے ہیں، ایسی حالت میں امر مندوب بھی مکروہ ہو جاتا ہے چہ جائیکہ جس کا ثبوت ہی نہ ہو۔

❸ اکثر لوگوں کو دعائیں یاد نہیں ہوتیں طواف کے دوران کتاب دیکھ کر پڑھتے ہیں اور ازدحام میں کتاب پڑھتے ہوئے چلنے سے خشوع نہیں رہ سکتا۔

❹ ازدحام میں کتاب پر نظر رکھنا اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بھی باعث ایذاء ہے بالخصوص دعاؤں کی خاطر جتھوں کی صورت میں چلنا سخت تکلیف دہ ہے جو حرام ہے۔

❺ جتھوں کی صورت میں چلا چلا کر دعائیں پڑھنے سے دوسروں کے خشوع میں خلل پڑتا ہے۔

❻ عوام دعاؤں کے الفاظ صحیح نہیں اداء کرپاتے تو معلّم جتھے کو روک کر الفاظ کہلوانے کی کوشش کرتے ہیں، جب کہ طواف میں ٹھہرنا مکروہ تحریمی ہے، علاوہ ازیں اس صورت میں بعض لوگوں کی بیت اللہ کی طرف پشت یا سینہ ہو جاتا ہے یہ بھی مکروہ تحریمی ہے اور اسی حالت میں کچھ آگے کو سرک گئے تو اتنے حصے کے طواف کا اعادہ واجب ہے۔

اللہ کرے کہ علماء دین کو مفاسد مذکورہ کی طرف التفات ہو اور وہ اس بدعت شنیعہ و معصیت علانیہ کی اشاعت کی بجائے اس سے اجتناب کی تبلیغ کا فرض اداء کریں۔

(۴۶) گنہگاروں کو حقیر نہ سمجھیں:

جب ہم باغ میں صبح کو تفریح کے لئے جاتے تھے اس وقت کہیں بے پردہ ننگی عورتیں نظر آتی تھیں تو میں بلند آواز سے کہتا: عسی ان یکن خیرا منا۔ تاکہ دوسرے مولوی بھی سن لیں حالانکہ انہیں باغیات کہتا رہتا ہوں اور یہ بھی کہتا ہوں کہ جب بھی مجھے حکومت ملے گی تو صف اول میں ان عورتوں کو رکھوں گا جو زادوں وادوں سے پردہ نہیں کرتیں سب سے پہلے انہیں اڑاؤں گا، ویسے صف اول کے بارے میں نظریات بدلتے رہتے ہیں کبھی کسی باغی کے بارے میں سوچتا ہوں کبھی کسی کے بارے میں۔ یہ تو عزائم ہیں جن کا ثواب ملتا رہتا ہے لیکن اپنا محاسبہ جاری رہتا ہے کہ کہیں عجب پیدا نہ ہو جائے، انہیں حقیر نہیں سمجھنا چاہئے، قتل کرنا اور بات ہے حقیر سمجھنا اور بات ہے، قتل کرنا تو اللہ کا حکم ہے کہ میرے باغیوں کو قتل کرو۔ اس کے باوجود اس

خیال سے کہ ان کی حقارت دل میں نہ آنے پائے آواز لگاتا رہتا ہوں: عسی ان یکن خیرا منا۔ اس کی دووجوہ ہیں:

❶ ہوسکتا ہے ہمارا کوئی قول یا عمل اللہ کو ناپسند ہو اور ان کی کوئی حالت اللہ کو پسند ہو ؎

رحمت　حق　بہانہ　می　جوید

رحمت　حق　بہا　نمی　جوید

❷ معلوم نہیں خاتمہ کس کا کیسا ہو، ہوسکتا ہے انہیں توبہ کی توفیق ہو جائے اور خاتمہ بالخیر ہو جائے اور اپنے خاتمے کا علم نہیں۔

اس پر کسی کو اشکال ہو سکتا ہے کہ ہم اس شخص کو برائی میں مبتلا دیکھ رہے ہیں اگر کوئی ایک خوبی ہے بھی تو وہ اس کی ساری برائیوں کا کفارہ تھوڑا ہی بن جائے گی اور ہم گناہوں سے بچ رہے ہیں پھر اگر کوئی برائی ہو جاتی ہے تو کیا ہماری ساری اچھائیوں پر پانی پھر جائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ اگر کوئی بظاہر نیک شخص خود کو اچھا سمجھتا ہے تو اس کے دل میں عجب ہے اور اگر دوسرے فساق وفجار کو حقیر سمجھ رہا ہے اس میں کبر ہے جو ناقابل معافی جرم ہے، یہ خود کو بڑا سمجھ رہا ہے جب کہ بڑائی تو صرف اللہ ہی کے لئے ہے:

﴿وله الکبریاء﴾ (۴۵-۳۷)

جو بھی اس صفت میں اللہ کا شریک بننا چاہے گا اللہ اسے کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ اور جو شخص برائیوں میں مبتلا ہے ہوسکتا ہے اس کے دل میں ندامت ہو بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی ندامت اتنی پسند آئے کہ سب معاف

فرمادیں اور اپنا ولی بنالیں اس لئے کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے ۔

ناز تقوی سے پھر اچھا ہے نیاز رندی
جاہ زاہد سے پھر اچھی مری رسوائی ہے

ناز کبھی علم پر ہوتا ہے اور کبھی عمل پر پھر عمل کی دو قسمیں ہیں ایک ذاتی اور دوسرا متعدی یعنی دوسروں کو نفع پہنچانا، اگر کسی کو یہ خیال ہونے لگے کہ میں تو بہت نیک بن گیا اور دوسروں کو بھی وعظ و تلقین کرتا ہوں جس سے لوگوں کی بہت اصلاح ہوتی ہے دیکھئے کیسا با کمال ہوں، بس جب اپنے کمال پر نظر گئی تو برباد ہو گیا ۔

غافل مرو کہ مرکب مردان مردرا
در سنگلاخ بادیہ پیما بریدہ اند
نومید هم مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

اگر آپ کی سواری بہت تیز ہے جمبو جیٹ سے بھی تیز جنت کی طرف جارہے ہیں، گناہوں سے بچتے ہیں پھر بھی غافل نہ ہوں اپنے کمال پر نظر نہ جانے پائے، اللہ کی دستگیری پر نظر رہے یہ اس ہوائی جہاز کی روح ہے، ہوائی جہاز میں ایندھن بھی ہے اور اس کا انجن بھی ٹھیک ہے اس کی سمت بھی صحیح ہے تو یہ بہت جلد کامیابی سے منزل تک پہنچ جائے گا۔ سواری جتنی تیز رفتار ہوتی ہے سوار کو اتنا ہی زیادہ ہوشیار رہنا پڑتا ہے، بہت احتیاط کرنی پڑتی ہے ذرا چوکے تو سواری اور سوار دونوں تباہ، یہ تو ان کے لئے ہے جو دیندار ہیں اور وہ لوگ جن سے کچھ نہیں ہو پاتا وہ ناامید نہ ہوں ۔

نومید هم مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

بہت سے فساق و فجار رندوں کو کبھی توبہ کی توفیق مل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی

توبہ اتنی پسند آتی ہے کہ ایک لمحہ میں کہاں سے کہاں پہنچادیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ جو دیندار ہے اسے عجب نہ ہو ورنہ گھوڑا بھی تباہ اور خود بھی تباہ اور جو دین پر عمل نہیں کرتا لیکن دل میں ندامت ہے ہو سکتا ہے اللہ کو اس کی ندامت پسند آجائے اور اسے معاف فرمادیں اس لئے کسی کو حقیر سمجھنے کی بجائے اپنی خیر مناؤ ۔

شیخ　بزن　فاحشہ　گفتہ　مستی
کز خیر　گسستی　و　بشر　پیوستی
زن گفت من آن چنان کہ نمایم ہستم
تو ہم آن چنان کہ می نمائی ہستی

کسی شیخ نے کسی فاحشہ عورت سے فرمایا کہ تو بہت مست ہو رہی ہے، خیر سے نکلی ہوئی ہے اور شر میں گھسی ہوئی ہے۔ اس عورت نے جواب میں برجستہ کہا کہ شیخ جی! میں تو جیسی ظاہرًا دکھائی دے رہی ہوں ویسی ہی ہوں، لیکن آپ جیسے نظر آرہے ہیں کیا آپ کا باطن بھی ایسا ہی ہے یا صرف ظاہرًا ہی تقدس اور تورع کے دعوے ہیں۔ یہ سن کر بزرگ وہیں بے ہوش ہو گئے۔

اس عورت نے جو یہ کہا کہ میں جیسی ظاہرًا نظر آرہی ہوں ویسی ہی ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم ویسی تو ہوں اور اگر قلب میں ندامت بھی ہو تو اس کے ظاہر سے باطن بہتر ہے۔

ایک بار حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مریدین اور علماء کی مجلس میں تشریف فرما تھے ایک شخص داخل ہوا تو آپ نے اس کی طرف توجہ سے دیکھا، مولانا کی عادت تھی کہ پوری آنکھیں کھول کر دیکھتے تھے آنکھیں بھی بڑی بڑی تھیں، سنت بھی یہی ہے کہ کن انکھیوں سے نہیں دیکھنا چاہئے، کن انکھیوں سے دو شخص دیکھتے ہیں ایک متکبر دوسرا مریض بدنظری جو اپنی خباثت کو کسی حد تک چھپانا چاہتا ہو۔

جب حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا مولانا!

دیکھتے کیا ہو میں بے ڈاڑھی کا گنہگار ہوں آپ ڈاڑھی والے گنہگار ہیں، حضرت مولانا اٹھ کر آگے بڑھے اور اس شخص کو گلے لگا کر فرمایا بالکل صحیح کہتے ہو۔ میں ڈاڑھی والا گنہگار ہوں۔

(۴۷) فضول ملاقاتوں سے بچنے کی تدبیر:

اگر آپ کے پاس کوئی بے مقصد آجائے یا مقصد کی بات سے فارغ ہونے کے بعد بھی بیٹھا رہے تو اسے کوئی ایسی کتاب سنانی شروع کر دیں جس میں اصلاح منکرات، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے بچانے کا بیان ہو، اگر اس میں کچھ صلاحیت ہوگی، دین کی فکر ہوگی تو وہ آپ کے پاس آتا رہے گا ان ملاقاتوں کا فائدہ ہی ہے نقصان نہیں اور اگر اس میں صلاحیت نہ ہوگی تو آیندہ نہیں آئے گا سوچے گا کہ ہم تو جاتے ہیں گپ شپ لگانے، کھانے پینے، مزے اڑانے لیکن وہ تو وعظ سنانے بیٹھ جاتا ہے اس سے دور بھاگو، مسلمان کو تو اپنے محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق ہونا چاہئے ؏

جہاں بھی بیٹھتے ہیں ذکر انہی کا چھیڑ دیتے ہیں

(۴۸) عجیب تہذیب:

آج کل کا ایک فیشن یہ بھی ہے کہ کسی کو کوئی نامناسب بات کہی پھر کہہ دیتے ہیں میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ یہ عجیب طریقہ ہے، احمق! اب وہ الفاظ واپس کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ایسے ہی ہو گیا کہ جیسے کسی کو سوئی چبھوئی پھر کہتا ہے واپس لیتا ہوں یا کسی کو چاقو گھونپ کر کہتا ہے واپس لیتا ہوں۔ جو الفاظ زبان سے نکل چکے اب انہیں واپس کیسے لیا جا سکتا ہے۔ معافی نہیں مانگتے یہ کہتے ہیں کہ واپس لیتا ہوں، یہ طریقہ انگریز سے سیکھا ہے۔

۴۹ مولوی یا ملحد؟:

کسی نے حضرت اقدس کو پرچی لکھ کر دی کہ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بہنوئی سے پردہ نہیں کیونکہ وہ ایک طرح کا محرم ہے مزید یہ کہ اگر سالی کی شادی نہ ہوئی ہو تو پردہ ہے اگر شادی ہو گئی ہو تو پردہ نہیں۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا:

"ایسے مولوی نما ملحد کا علاج یہ ہے کہ حکومت اعلان کرے فلاں دن فلاں وقت فلاں مقام پر ایک ملحد مولوی کو سزا دی جائے گی پھر جب لوگ جمع ہو جائیں تو اس خبیث کو سو کوڑے لگائے جائیں۔ اس مولوی کو جا کر یہ سنا دیں۔"

۵۰ غالب ہونے کی علامت:

غالب ہونے کی علامت و معیار یہ ہے کہ اپنے معمولات دینیہ اور طبعیہ لوگوں کے سامنے اداء کرنے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ کرے جیسے تنہائی میں کرتا ہے ویسے ہی لوگوں کے سامنے بھی کرے گویا اس کی نظر میں لوگوں کا وجود و عدم برابر ہے ؎

اے خیال دوست اے بیگانہ ساز ما سوا
اس بھری محفل میں تو نے مجھ کو تنہا کر دیا

یہ حضرات جلوت میں خلوت کے علاوہ خلوت میں جلوت کے مزے بھی لیتے ہیں ؎

نہ خلوت میں بھی رہ سکے ہم اکیلے
کہ دل میں لگے ہیں حسینوں کے میلے

ایک بزرگ کے پاس دو شخص مرید ہونے آئے انہوں نے دونوں کو ایک ایک تیتر

اور ایک ایک چاقو دیا کہ اسے ذبح کر کے لاؤ لیکن ذرا ایک طرف ہو کر کرنا کوئی دیکھے نہیں۔ ایک تو جلدی سے ذبح کر لایا دوسرا رات کو بہت دیر سے آیا کہنے لگا کہ مجھے کہیں بھی تنہائی کی کوئی جگہ نہ مل سکی بہت کوشش کی مگر اللہ تو ہر جگہ ہے۔ فرمایا بس اس میں صلاحیت ہے۔

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف جب سیاستدانوں کا بہت شور ہوا حتی کہ قتل کے منصوبے بنالئے گئے ان دنوں میں بھی حضرت معمول کے مطابق صبح کو تفریح کے لئے نکلتے تھے اس وقت میں تلاوت بھی جاری رہتی۔ ایک ہندو نے کہا کہ مولوی جی! اکیلے باہر نہ نکلا کرو تمہارے قتل کے فیصلے ہو چکے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کی کیونکہ یہ اس کی دلیل ہے کہ دل پر کچھ اثر ہوا ہے، بس ایک مختصر سا جملہ فرمایا کہ میں اکیلا نہیں ہوں۔ ہندو نے کہا کہ بس پھر جہاں چاہو پھرتے رہو تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اپنی حفاظت کا انتظام نہ کیا جائے یہ حکم تو قرآن وحدیث کی نصوص سے ثابت ہے مگر بقدر ضرورت اور بوقت ضرورت، حضرت حکیم الامۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ موقع ضرورت نہ تھا، ضرورت کا فیصلہ بصیرت مؤمن پر موقوف ہے۔ اللہ کا بندہ تدابیر کو صرف اپنے مالک کا حکم سمجھ کر اختیار کرتا ہے اسے یقین ہوتا ہے کہ تدابیر میں کچھ نہیں رکھا، ما قدر اللہ پر ایمان کامل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں پر یقین کامل کہ وہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے:

﴿ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۝﴾ (۱۶-۱۲۸)

﴿ان اللّٰہ مع الصبرین۝﴾ (۲-۱۵۳)

﴿ان اللّٰہ لمع المحسنین۝﴾ (۲۹-۶۹)

جس کے ساتھ اللہ کی طاقت ہوگی وہ سب پر غالب ہوگا ؎

روبہے کہ باشد او را شیر پشت
بشکند کلہ پلنگان را بمشت

رخ زرین من منگر کہ پائے آہنی دارم
چہ می دانی کہ درباطن چہ شاہے ہمنشین دارم

⑤١ اصلاحی تعلّق نہ کرسکنے والی خواتین کو ہدایات:

کسی نے حضرت اقدس کی خدمت میں پرچی لکھ کر دی کہ ایسی عورتیں جو دین پر چلنے کا جذبہ رکھتی ہیں لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے کسی شیخ کامل سے اصلاحی تعلّق نہیں رکھ سکتیں، ان کی اصلاح ظاہر و باطن کی کیا صورت ہے؟

اس کے جواب میں حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا: ایسی خواتین ان ہدایات پر عمل کریں:

١ حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ کا مطالعہ کریں۔

٢ بہشتی زیور کا مطالعہ پابندی سے کریں۔

٣ وقت کے صحیح العقیدہ مشایخ میں سے جس کے ساتھ مناسبت ہو جس کی طرف طبیعت کا زیادہ رجحان ہو اس کے مواعظ کا مطالعہ کریں۔

⑤٢ عقل سلیم کی علامت:

عقلاء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جیسے جیسے انسان کی عقل کامل ہوتی جاتی ہے اس کا کلام کم ہوتا جاتا ہے۔ دونوں کا آپس میں مقابلہ ہے عقل جیسے جیسے بڑھے گی کلام گھٹتا جائے گا جس کا کلام زیادہ ہوگا اس میں عقل کم ہوگی۔ تجربہ کرکے دیکھ لیجئے، بچوں میں چونکہ عقل کم ہوتی ہے اس لئے بولتے بہت زیادہ ہیں اور یہی حال عورتوں کا ہے ان کی کم عقلی

تجربہ و مشاہدہ کے علاوہ حدیث سے بھی ثابت ہے اسی لئے یہ باتیں بہت زیادہ کرتی ہیں۔ اسی طرح پاگلوں کو دیکھ لیجئے ان میں عقل کی کمی ہی نہیں بلکہ عقل سے بالکل عاری ہیں اس لئے ان کی زبان سب سے زیادہ چلتی ہے، ہر وقت بولتے ہیں اور بولتے ہی چلے جاتے ہیں کوئی سنے نہ سنے جواب دے نہ دے ان کا کام ہے بولتے رہنا ؎

اذا تم عقل لمرء قل کلامه
فایقن بحمق المرء ان کان مکثرا

جس انسان کو زیادہ بولتے دیکھو اس کے احمق ہونے کا یقین کر لو، عقلمند ہوتا تو زیادہ بک بک نہ کرتا صرف ضرورت کی حد تک گفتگو کرتا مگر حماقت سر پر سوار ہے جو اسے چپ نہیں بیٹھنے دیتی بولنے پر مجبور کر رہی ہے ؎

النطق زین والسکوت سلامة
فاذا نطقت فلا تکن مکثارا
ما ان ندمت علی سکوئی مرة
ولقد ندمت علی الکلام مرارا

"بولنا زینت ہے اور خاموش رہنا سلامتی ہے سو جب تو بولے تو زیادہ نہ بول۔ میں اپنے خاموش رہنے پر کبھی ایک بار بھی نادم نہیں ہوا اور بولنے پر کئی بار یقیناً نادم ہوا ہوں۔"

۵۳ آخری دن کو بہتر بنانے کی دعاء:

میں یہ دعاء بہت مانگتا ہوں:

﴿اللھم اجعل خیر عمری آخره و خیر عملی خواتیمه و خیر ایامی یوم القاک فیه﴾

"یا اللہ! میری عمر کا بہترین حصہ اس کے آخری پہر کو بنائیے اور میرے آخری اعمال کو بہترین بنائیے اور میری زندگی کے دنوں میں سب سے اچھا اور بہترین دن وہ بنائیے جس دن میں آپ سے ملوں۔"

یہ دعاء روزانہ کئی بار مانگتا ہوں بلکہ بار بار مانگتا ہوں زبان سے نہیں تو دل سے تو تقریباً ہر وقت مانگتا رہتا ہوں اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ شاید عمر کی یہ گھڑی آخری گھڑی ہو اس لئے اسے بہتر بنانے کی کوشش کروں اور اس دن کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا ذریعہ بنا کر بہتر دن بنانے کی کوشش کروں۔

۵۴ ایذاء پہنچانے والے کے ساتھ معاملہ:

کسی سے کوئی تکلیف پہنچے تو معاف کر دینا بہتر ہے اور ایذاء پہنچانے والے پر احسان کرنا اور بھی زیادہ بہتر ہے حد کے اندر رہتے ہوئے انتقام لینا بھی جائز ہے لیکن بوقت انتقام حد کے اندر رہنا کہ جتنی ایذاء اس نے پہنچائی اس سے ذرہ برابر بھی انتقام میں زیادتی نہ ہو بہت مشکل ہے، بہت مشکل تقریباً ناممکن اس لئے اپنے دین کی خیریت اور اللہ کے عذاب سے حفاظت کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ معاف ہی کر دیں۔

۵۵ خلاف واقع مزاح جھوٹ ہے:

بسا اوقات کوئی شخص مزاح میں کوئی خلاف واقع بات کہہ جاتا ہے اس کے بعد اس کی کوئی تأویل کر کے اسے صحیح بنانے کی کوشش کرتا ہے ایسا کرنے سے وہ جھوٹ کے گناہ سے نہیں بچ سکتا، مزاح کے وقت پہلے سے ذہن میں خلاف ظاہر کوئی صحیح مطلب ہو تو ایسا مزاح جائز ہے، بعد میں تأویل کرنے سے جائز نہیں ہو جاتا۔

۵۶ جن تابع یا عامل؟:

بدعمل عاملوں نے لوگوں میں یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ ہمارے قبضے میں جن

ہیں جنہیں یہ لوگ موکل کہتے ہیں، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ان جنات کے ذریعے کام کرواتے ہیں۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے جن ان کے تابع نہیں ہوتے بلکہ یہ عامل ان جنات کے تابع ہوتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ شیاطین کے رئیس کو جس انسان کے پھنسنے کی توقع ہوتی ہے وہ اس کے پاس اپنے کارندے بھیجتا ہے وہ اسے گمراہ کرتے ہیں اور اس کے ذریعے اللہ کی مخلوق کو گمراہ کرنے اور اپنے تابع کر کے اپنے راستے پر لانے کے لئے اس کے دل میں یہ خیال ڈالتے ہیں کہ تم فلاں فلاں عمل کرو تو ہماری تمہاری دوستی ہو جائے گی ہم تمہارے کام کیا کریں گے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے پہلے سے ہی فساد ہوتا ہے وہ ان کے جال میں پھنس جاتا ہے اور ان کے سکھائے ہوئے عملیات پڑھنے لگتا ہے ان کے مطابق کام کرنا شروع کر دیتا ہے تو شیاطین اور ان کا رئیس بہت خوش ہوتے ہیں کہ اب یہ لوگوں کو گمراہ کرنے میں ہمارا وکیل اور کارندہ بن گیا ہے اس لئے اس سے زیادہ سے زیادہ تعاون کرتے ہیں وہ اسے پھنسا کر اپنے تابع کر کے اس سے اپنا کام لینے کے لئے اس سے تعاون کرتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ جنات اس کے تابع ہیں۔

۵۷ علم بلا استحضار کافی نہیں:

مجھے گاڑی چلانے کے قوانین خوب یاد ہیں بلکہ یہ قوانین یاد کرنے کے بعد گاڑی چلانی شروع کی ہے۔ آج کل کے تقریباً سب ڈرائیور خلاف قانون گاڑیاں چلاتے ہیں ان کے حالات کو دیکھ کر میں کہا کرتا ہوں ؎

متی تکون سائقا صحیحا

اذا خالفت السائقین جمیعا

یعنی اگر کوئی صحیح ڈرائیور بننا چاہے تو آج کل کے ڈرائیوروں کی حرکات دیکھ دیکھ کر اس کے خلاف کرتا چلا جائے مکمل صحیح ڈرائیور بن جائے گا۔ گاڑی چلانے کا ایک

قانون یہ بھی ہے کہ ٹائر پھٹ جائے تو بریک ہرگز نہ لگایا جائے ایسی حالت میں بریک لگانا بہت سخت خطرناک ہے۔ایک بار ہم اپنی گاڑی پر خیر پور جارہے تھے مفتی عبدالرحیم صاحب، میری بہو اور ان کا چھوٹا سا بچہ میرے ساتھ تھے، گاڑی میں چلا رہا تھا، گاڑی کی رفتار بہت تیز تھی جب ہم ایک خشک ندی کے پل پر پہنچے تو دائیں جانب کا ٹائر پھٹ گیا، مجھے ایسی حالت میں بریک نہ لگانے کا قانون معلوم تو تھا مگر اس وقت ہنگامی حالت میں اس کا استحضار نہ رہا اس لئے میں نے فوراً زور سے بریک لگایا جس کے نتیجے میں گاڑی بہت تیزی سے دائیں جانب گھومی میں نے اس پر ضابطہ رکھنے کے لئے بائیں جانب کو اسٹیرنگ ذرا سا گھمایا تو وہ ایک دم ادھر کو گھوم کر پل کی دیوار پر چڑھ گئی پھر وہاں سے کراچی کی جانب کو مڑ کر آرام سے نیچے اتر گئی۔ ہمارے پیچھے دو سندھی جوان موٹر سائیکلوں پر آرہے تھے انہوں نے ہمارے پاس آکر کہا ڈرائیور کا بہت بڑا کمال ہے کہ اتنے بڑے حادثے میں گاڑی پر ضابطہ قائم رکھا پھر انہوں نے بہت اصرار کے ساتھ گاڑی کا پہیا بدلا ہم نے انہیں روکنے کی کوشش کی کہ ہم خود بدل لیں گے مگر انہوں نے اصرار کر کے پہیا بدل دیا۔

اس قصے میں اللہ تعالیٰ کے کیا کیا کرم ہوئے نمبروار سنئے:

❶ جیسے گاڑی بہت تیزی سے دائیں جانب کو گھومی تھی اس وقت اگر سامنے سے یا پیچھے سے کوئی گاڑی آرہی ہوتی تو بہت زبردست تصادم ہوتا۔

❷ جب دوسری جانب کو گاڑی تیزی سے مڑی اس وقت اگر ادھر کوئی گاڑی ہوتی تو اس سے تصادم ہوتا۔

❸ پل کی دیوار سے جب گاڑی ٹکرائی اس وقت اگر دیوار ٹوٹ جاتی تو قلابازیاں کھاتے ہوئے ندی کی گہرائی میں جا گرتے۔

❹ گاڑی دیوار کے اوپر سے گزر کر ندی میں جا گرتی۔

❺ جیسے گاڑی دیوار سے ٹکرا کر اوپر کو کھڑی ہوگئی تو اگر پیچھے کو پلٹ جاتی تو بھی بہت

بڑا حادثہ ہوتا۔

❻ اس زمانے میں سندھ میں صوبائی عصبیت کی آگ بھڑک رہی تھی موٹر سائیکلوں والے جوانوں کی نیت میں ذرا سا بھی فتور آجاتا تو وہ ہمارا کیا حشر کرتے؟ اس کی بجائے اللہ کا بہت بڑا کرم ہوا کہ انہوں نے بہت عقیدت اور محبت سے پہیا بدلنے کی خدمت انجام دی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان چھ اور بہت خطرناک حوادث سے بال بال بچالیا گاڑی اور اس کے سواروں میں سے کسی کو بھی ذرا سی خراش تک نہ آئی صرف ایک پھول جو سامنے بورڈ پر رکھا ہوا تھا وہ گر گیا اور عجیب بات یہ کہ بہو اور بچے کو تو پتا ہی نہ چلا کہ ایسا خطرناک حادثہ ہوا ہے وہ یہی سمجھتے رہے کہ بس ٹائر پھٹا ہے اس لئے پہیا بدل رہے ہیں اور مفتی عبدالرحیم صاحب کے ہوش تو ایسے گم ہوئے کہ سمتیں ہی الٹ گئیں یہ گاڑی کا رخ کراچی کی طرف کو دیکھ کر سمجھنے لگے کہ خیرپور ادھر ہی ہے ادھر ہی جانا ہے میں انہیں سمجھاتا رہا کہ ادھر تو کراچی ہے خیرپور دوسری جانب ہے بہت سمجھانے کے باوجود یہ اپنے خیال پر مصر رہے کہ نہیں ادھر ہی جائیں گے بالآخر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں جدھر جانے کو بتارہا ہوں اس طرف چلتے ہیں آگے کوئی میل کا پتھر آئے گا تو اس سے پتا چل جائے گا چنانچہ ادھر چلے تو آگے میل کا پتھر دیکھ کر انہیں اطمینان ہوا کہ ٹھیک جارہے ہیں۔

❼ ایک بہت بڑا کرم یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ڈرائیور کے بہت بڑے نقص کو ان موٹر سائیکل سواروں کی نظر میں بہت بڑا کمال کر دکھایا۔

میں یہ واقعہ سوچتا رہتا ہوں سوچ سوچ کر اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کرنے کے لئے اپنے انعامات و احسانات کا تذکرہ بار بار بار بار فرمایا ان انعامات کو یاد کرنے کا بار بار حکم فرمایا ہے مثلاً: "اذکر"......"اذکروا"........"اذ"..... مختلف مواقع پر ہونے

والی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کو یاد کر کے اللہ کی محبت میں ترقی کا ذریعہ بنایا کریں ؎

تازہ خواہی داشتن گر زخم ہائے سینہ را
گاہی گاہی باز خوان این قصہ پارینہ را

۵۸ سیلان الرحم کا پانی ناپاک:

کئی خواتین سیلان الرحم کے پانی کو پاک سمجھتی ہیں اس لئے ویسے ہی نمازیں پڑھتی رہتی ہیں، خوب سمجھ لیں دوسروں کو بھی بتائیں کہ یہ پانی نجس ہے۔ بہشتی زیور میں رطوبت فرج کی طہارت کے بارے میں جو اختلاف لکھا ہے وہ فرج کی مقامی رطوبت کے بارے میں ہے جب کہ سیلان الرحم کا پانی مقامی رطوبت نہیں بلکہ اوپر سے رحم سے اترتا ہے وہ بالاتفاق نجس ہے اس کی نجاست میں کوئی اختلاف نہیں۔ خواتین بہشتی زیور کے مسئلے کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے اپنی نمازیں ضائع کر رہی ہیں اس لئے اس مسئلے کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں۔

۵۹ کسی عزیز کے انتقال پر کتاب لکھنا:

یہ رواج عام ہوتا جارہا ہے کہ لوگ اپنے کسی عزیز کے انتقال پر اس کے بارے میں کتاب لکھتے ہیں، اس طرح کتاب لکھنے میں یہ فسادات ہیں:

❶ فائدہ قطعاً کچھ بھی نہیں صرف اپنی تسکین کے لئے اتنا وقت اتنی محنت اور چھاپنے پر اتنے مصارف، اس کی بجائے اتنی محنت اتنا وقت اور اتنا پیسا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اسے ثواب ملے اور میت کا بھی فائدہ ہو۔

❷ اس طرح تو تسکین کی بجائے انتقال کر جانے والا اور زیادہ یاد آتا ہے، اور زیادہ پریشانی بڑھتی ہے، اس کی بجائے تسکین کے جو نسخے شریعت نے بتائے ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے۔

❸ یہ نوحہ کی ایک نئی قسم ہے کہ کہیں تعزیتی جلسے کر لئے، اخباروں رسالوں میں شائع کر دیا، کسی نے کتاب لکھ دی، اس لئے میں نے یہ وصیت کر رکھی ہے کہ اس قسم کی کوئی چیز میرے لئے نہ کی جائے اس کی بجائے ایک پرچہ "وصیت کا پیغام علماء امت کے نام" تنبیہات میں شائع کر دیا ہے۔

⑥⓪ اولاد سے شکایت کا علاج:

کسی نے اپنی اولاد میں سے بعض کے بارے میں کوئی شکایت لکھی تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

❶ جائز کاموں میں کسی پر کوئی پابندی نہ لگائیں کوئی اپنے حالات کے مطابق جو کام بھی اور جیسے بھی کرتا ہے کرنے دیں۔

❷ خدمت کے لئے کسی کو معین نہ کریں جسے بھی فارغ دیکھیں اسی سے لے لیا کریں۔

❸ ظاہری تعلّق سب کے ساتھ برابر رکھیں دل میں کمی بیشی ہونے پر گناہ نہیں۔

ان ہدایات پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ مکمّل سکون رہے گا کوئی پریشانی نہیں رہے گی۔

⑥① عدم مساوات کی تکلیف کا علاج:

والدین کو چاہئے کہ سب اولاد سے معاملات میں حتی الامکان مساوات رکھیں دل کی محبت میں کمی بیشی غیر اختیاری ہے اس لئے وہ معاف ہے ظاہرًا سب کے ساتھ یکساں معاملہ رکھیں اس کے خلاف کرنے میں یہ فسادات ہیں:

❶ جس کی طرف التفات میں کچھ کمی کی اس کی دل شکنی ہوگی جو باہم اولاد میں بھی اور والدین سے بھی انقباض و تنافر کا باعث ہے۔

❷ دوسری اولاد سے حسد، جو دنیا و آخرت کو تباہ کرنے والا ہے۔

۳ والدین سے بے انصافی اور ظلم کی شکایت، اس سے بھی دنیا وآخرت کی رسوائی ظاہر ہے۔

اگر کسی کے والدین ان ہدایات پر عمل نہ کریں تو وہ یہ نسخہ استعمال کریں:

۱ اپنی تنگدلی کو چھپانے کی کوشش کریں، انقباض نہ ظاہر کریں، سب کے ساتھ بتکلّف انباط وانشراح وحسن سلوک کا معاملہ رکھیں۔

۲ وجہ ترجیح پر غور کرکے اپنے اندر بھی وہ صفت جاذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اگر پھر بھی شکایت مرتفع نہ ہو تو یہ نسخہ استعمال کریں:

۱ توجہ الی اللہ ودعاء کا معمول بنائیں۔

۲ حالات پر صبر کریں اور تسہیل صبر کے لئے یہ نسخہ استعمال کریں:

۱ کفارہ سیئات اور باعث ترقی درجات سمجھیں۔

۲ دنیا وآخرت میں بہتر اجر پر نظر رکھیں۔

۳ بے صبری کے نتیجے میں پیدا ہونے والے دین و دنیا دونوں کو تباہ کرنے والے فسادات کو سوچا کریں۔

۴ یہ سوچا کریں کہ ان حالات کا تحمل و صبر آسان ہے یا ہر وقت کی ذہنی کوفت کا عذاب۔ یہ حقیقت بھی سامنے رکھیں کہ صبر کی مشقّت صرف چند روز رہے گی پھر صبر کرنا آسان ہو جائے گا بلکہ اس میں سکون محسوس کریں گے ع

چند روزہ جہد کن باقی بخند

۵ وعظ "دینداری کے تقاضے" پڑھنے کا معمول بنائیں۔

۶۲ لڑکی دکھانا جائز نہیں:

دین کی آڑ میں ایک نفسانی خواہش اور شیطانی دھندا بہت عام ہو گیا ہے وہ یہ کہ منگنی کی نیت سے لڑکی دیکھنے کو جائز سمجھنے لگے ہیں اور اس شیطانی حرکت کو مسئلہ بنا کر

عوام و خواص اس کی تشہیر اور اس کے مطابق عمل بھی کر رہے ہیں خوب خوب مزے اڑا رہے ہیں۔ یہ طریقہ ہرگز جائز نہیں، انتہائی درجے کی بے غیرتی و بے حیائی ہے۔ اگر ہر شخص اس طرح صاف صاف دیکھنے کا مطالبہ کرے اور اس کا یہ بیہودہ مطالبہ پورا کیا جانے لگے تو نا معلوم ایک ایک لڑکی کو شادی کے لئے کتنے کتنے لڑکوں کو دکھانے کی نوبت آئے گی، گھوڑی اور گائے کی سی کیفیت ہو جائے گی کہ گاہک آتے ہیں، دیکھتے ہیں، ناپسند کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ نباہ کا تعلّق صرف صورت ہی سے نہیں ہوتا بلکہ دینی و اخلاقی تعلیم و تربیت، گفت و شنید، نشست و برخاست، امور خانہ داری و دیگر کئی امور کو اس میں بڑا دخل ہے اور صرف صورت دیکھ کر ان سب امور کے بارے میں صحیح رائی قائم کرنا ازبس مشکل ہے۔ حدیث سے اس حیاء سوز مروج طریق پر استدلال کرنا جہالت و تحریف دین ہے۔ حدیث میں رؤیۃ کا ذکر ہے نہ کہ اراءۃ کا، اور حکم رؤیۃ کا مطلب یہ ہے کہ اگر لڑکا چھپ چھپا کر دیکھ سکتا ہو تو اجازت ہے۔ چھپ چھپا کر دیکھنے میں بھی ایسا طریقہ اختیار کرے کہ کسی کو بدنظری کی بدگمانی نہ ہو (اس بارے میں دلائل کی تفصیل احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۵۲ پر دیکھیں۔ جامع)

۶۳ تقوی کے درجات:

تقوی کے سات درجات ہیں:

١ شرک و کفر سے بچنا۔

٢ بدعات سے بچنا۔

٣ کبائر سے بچنا۔

٤ کبائر و صغائر دونوں سے بچنا۔

٥ مباحات مودیہ الی الحرام سے بچنا، یعنی وہ امور جو خود تو مباح ہیں لیکن ان کے ارتکاب سے حرام میں ابتلاء کا خطرہ ہو۔

۶ مشتبہات سے بچنا۔

۷ احتراز عماسوی اللہ تعالیٰ۔ یہ آخری درجہ خاص مقربین کو حاصل ہوتا ہے۔

(۶۴) استاذ کو بتائے بغیر علمی کام کرنا خلاف ادب:

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے استاذ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو بتائے بغیر تدریس کے لئے بیٹھ گئے استاذ کو پتا چلا تو تلمیذ سے کسی کے ذریعے پانچ مسائل کا جواب پوچھا، تلمیذ نے پانچوں مسائل کا جو جواب دیا استاذ نے سب کا تخطئہ فرمایا پھر وہ سائل دوبارہ گیا تو تلمیذ نے پہلے جوابات کے بالکل خلاف جواب دیئے، استاذ نے ان کا بھی تخطئہ فرمایا اور صحیح جواب بتائے تلمیذ پر اپنی کوتاہی واضح ہوئی تو استاذ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو استاذ نے یوں تنبیہ فرمائی:

"تم علم میں اتقان سے پہلے ہی بولنے لگے۔"

حضرت استاذ کے اس سے دو مقصد تھے:

۱ تلمیذ کے تعمق فی العلم کا امتحان۔

۲ اس پر تنبیہ کہ استاذ کو بتائے بغیر کوئی علمی کام شروع کرنا خلاف ادب ہے۔

(الاشباہ والنظائر الفن السابع)

(۶۵) صوفیہ کے اشغال و مجاہدات کی وجہ:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں کسی کا اسلام قبول کر لینا بہت بڑا مجاہدہ تھا، سب کچھ قربان کر کے اسلام میں داخل ہونا ہی بہت بڑی کرامت ہے اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں دوسری کرامتیں زیادہ مشہور نہیں۔ اس کے بعد کے زمانے میں دیندار بننا بہت آسان تھا اور بے دین بننا بہت مشکل کیونکہ پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ تھا، دینداروں کا بہت اکرام ہوتا تھا علماء کرام کو سونے میں تولا جاتا

تھا، ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکومت تو پوری دنیا پر تھی ان کی طرف سے بھی علماء کے ساتھ بہت اعزاز و اکرام کا معاملہ ہوتا تھا۔

درمیان کے زمانے میں صوفیہ نے جو مجاہدات رکھے وہ اسی لئے کہ ظاہرًا تو سب ہی نیک ہیں مگر ان کے باطن کی خباثت بھی تو نکلے اس کے لئے مجاہدات کرواتے کبھی ایک پاؤں پر کھڑا کرتے، کبھی کھانا بند کر دیا کرتے، بہت سخت مجاہدات عجیب نوعیت کے اور اشغال بہت مشکل مشکل، اس لئے کہ دنیدار بننے میں انہیں کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی، ان میں اضمحلال پیدا کرنے کے لئے ایسے سخت اشغال اور مجاہدات کرواتے۔ حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ پر بعض مرتبہ ایسی حالت ہوتی کہ خودکشی کی خواہش ہونے لگتی اس کی وجہ یہ تھی کہ بعض اشغال و مجاہدات ایسے سخت ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے خود کو ختم کرنے کا خیال پیدا ہونے لگتا ہے ایسے میں اگر شیخ بہت ماہر ہو تو سالک کو اس گھاٹی سے بہت آسانی سے نکال لیتا ہے ورنہ لوگ اس موقع پر خودکشی کر لیتے ہیں۔ ایک سالک کو یہ خیال ہوا کہ وہ شیطان ہے اس نے جا کر شیخ سے کہا کہ میں تو شیطان بن گیا شیخ نے اعوذ باللہ پڑھی تو سالک یہ سمجھا کہ اب تو شیخ نے بھی تصدیق کر دی اس لئے اسے یقین ہو گیا اور اس نے خودکشی کر لی۔ حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ شیخ کامل نہیں تھا اگر کامل ہوتا تو اس سے کہتا کہ اگر تو شیطان بن گیا تو بھی اللہ کے ساتھ تیری نسبت تو برقرار ہے۔ یعنی خالق اور مخلوق کی، اس طرح وہ ٹھیک ہو جاتا لیکن شیخ ہوشیار نہیں تھا اس لئے سالک کو اس خطرناک گھاٹی سے نہ بچا سکا۔

پہلے زمانے میں کرامتوں کا ظہور بھی بہت ہوا کرتا تھا کیونکہ اکثریت تو نیک تھی تو ان میں جو ایسے سخت اشغال و مجاہدات کرتے ان کی تشجیع کے لئے کرامت کا ظہور ہوتا تھا۔ آج کل جو ظاہرًا مسلمان بن جائے عمومًا اس کا باطن بھی ٹھیک ہو جاتا ہے کیونکہ آج دیندار بننا بہت مشکل ہے، یہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے اس

لحاظ سے مطابقت رکھتا ہے، اگر آج کوئی دیندار بنتا ہے تو اسے سب کچھ چھوڑ کر دین کی طرف آنا پڑتا ہے، اسے اشغال و مجاہدات کی سختیاں اٹھانے کی ضرورت نہیں رہتی اس کے لئے دیندار بننا ہی بہت بڑا مجاہدہ ہے۔

(۶۶) مسائل السلوک:

کوئی کام شروع کرنے کے بعد اگر ریاء و عجب یا کسی دوسرے فساد کا خطرہ ہو رہا ہے تو اگر وہ کام فرض کفایہ یا فرض عین ہو تو اس کام کو بند نہیں کروایا جاتا بلکہ اس کی اصلاح کی جاتی ہے علاج کیا جاتا ہے اور اگر کسی درجے میں بھی فرض نہیں محض فسادات ہی فسادات ہیں تو اس کام کی اصلاح نہیں کی جائے گی بلکہ اس کام سے روک دیا جائے گا۔ مثال کے طور پر میں لڑکیوں کو مدارس البنات میں جانے سے روکتا ہوں اور یہی مشورہ دیتا ہوں کہ گھر کے اندر رہ کر بقدر ضرورت دین سیکھیں (اس کی تفصیل رسالہ "اکرام مسلمات" میں دیکھیں) اس کی وجہ یہی ہے کہ عورتوں کو اتنا پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں اس لئے اصلاح کی بجائے انہیں روکا جائے گا جب کہ مردوں کو فسادات کی بناء عالم بننے سے نہیں روکا جائے گا بلکہ ان کے مدارس کی اصلاح کی جائے گی کیونکہ مردوں کے لئے عالم بننا فرض کفایہ ہے۔

(۶۷) زہد کی قسمیں:

زہد کے معنی ہیں دنیا سے بے رغبتی اس کا ظہور تین طریقوں سے ہوتا ہے یا یوں کہیں کہ اللہ کے بندوں کی تین قسمیں ہیں:

❶ دنیا کی نعمتیں ان کے دین میں نافع ہوتی ہیں ؎

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر زلذت شرب دوام ما

یعنی ہم پیالے میں رخ یار کا عکس دیکھ رہے ہیں، یہاں پیالے سے مراد دنیوی نعمتیں ہیں، اے بے خبر! ہم ہر وقت شراب محبت پی رہے ہیں۔ یہ لوگ نعمتوں میں منعم کا دیدار کرتے ہیں، نعمتوں کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کا، آخرت بنانے کا ذریعہ بناتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

﴿المؤمن القوی خیر واحب الی اللّٰہ من المؤمن الضعیف وفی کل خیر﴾ (مسلم)

"قوی مؤمن ضعیف مؤمن سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور ہر ایک میں بھلائی ہے۔"

قوت سب کو شامل ہے، جسمانی، ذہنی، مالی اللہ کے یہ بندے اللہ کی دی ہوئی ہر قسم کی قوت کو اللہ کی اطاعت میں صرف کرتے ہیں۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکومت عطاء فرمائی، یہ لوگ تارک الدنیا ہوتے ہیں مگر بظاہر بہت شان وشوکت میں نظر آتے ہیں ان لوگوں کو اگر پوری دنیا کی حکومت بھی مل جائے تو بھی ان کے دل پر اللہ کی حکومت رہتی ہے۔

❷ دوسرے وہ جن کے بارے میں اللہ کو معلوم ہے کہ اگر ہم نے انہیں دنیا کی نعمتیں دے دیں تو یہ دین پر ثابت نہیں رہ سکیں گے اس لئے اللہ انہیں تباہی سے بچانے کے لئے بہت سی نعمتوں سے محروم رکھتا ہے، انہیں کہتے ہیں "متروک الدنیا"۔

❸ وہ لوگ جن کے بارے میں اللہ کے علم میں ہوتا ہے کہ اگرچہ نعمتیں ان کے لئے مضر ہیں لیکن یہ خود ہی ان نعمتوں کو ترک کر دیں گے ان میں اتنا فہم ہے کہ یہ نعمتیں آخرت کی ترقی میں رکاوٹ ہیں اس لئے نعمتیں ملنے کے باوجود وہ ان سے دور رہتے ہیں جیسے ابراہیم بن ادھم اور شاہ شجاع کرمانی رحمہما اللہ تعالیٰ۔ ابراہیم بن ادھم نے سلطنت

بھی چھوڑی اور تنعم بھی لیکن شاہ شجاع نے صرف سلطنت چھوڑی تنعم نہیں چھوڑا۔

(۶۸) مسلمان کہنا آسان بننا مشکل:

فرمایا: لا الہ الا اللہ کہنے کو تو بہت آسان ہے، ہر مسلمان کی زبان پر خود بخود جاری ہو جاتا ہے مگر عملی دائرہ کار میں اپنے اعمال کا احتساب کریں، حالات کا جائزہ لیں کہ کتنے مسلمان اس کے تقاضوں پر عامل و کاربند ہیں؟ ایک جانب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو اس کے مقابلے میں دو قسم کی طاقتیں سامنے آتی ہیں:

(۱) بیرونی، جیسے اعزہ و اقارب، حکام، برا ماحول و معاشرہ، دوست احباب۔ اسی زمرے میں شیطان بھی داخل ہے۔

(۲) اندرونی، یعنی خود اپنے نفس کے تقاضے۔

اس تقابل کے وقت آپ کس کے حکم پر عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر یا عاجز مخلوق کے اشاروں پر، شادی بیاہ میں احکام الٰہیہ ملحوظ رکھتے ہیں یا اعزہ و اقارب کو ترجیح دیتے ہیں، میت کے ایصال ثواب میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع و اطاعت کرتے ہیں یا احباب و اقرباء کی رضا و خوشی سامنے رکھتے ہیں۔ مسلمان کہنا بہت آسان ہے اس کلمہ کی عملی تعبیر بننا مشکل ہے ؎

اگر گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ الا اللہ

(۶۹) ثمانیۃ فی واحد:

کھانے کی نعمت سے آٹھ قسم کی معرفت حاصل ہوتی ہے:

(۱) کھانے سے پہلے اشتیاق۔

(۲) کھانے کے دوران سرور۔

٣ کھانے کے بعد سکون۔

٤ کھانے کو دیکھنا۔

٥ جب کھانا سامنے آئے تو اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہونا۔

٦ چھونے کی لذت۔

٧ چکھنے کی لذت۔ ان سات چیزوں سے فرحت حاصل ہوتی ہے۔

٨ کھانے کی اصلی قوت۔

ان میں سے سات چیزیں ایسی ہیں جن سے فرحت حاصل ہوتی ہے فرحت سے صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور غم سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے (یہاں غم سے مراد دنیا کے غموم وہموم ہیں اللہ کی محبت کا غم اور آخرت کی فکر تو دل میں فرحت پیدا کرتی ہے اس سے بڑھ کر تو کوئی فرحت نہیں) اور آٹھویں چیز سے قوت حاصل ہوتی ہے جس سے صحت اچھی ہوتی ہے اور اچھی صحت آخرت کے کاموں میں معین ہے۔

٧٠ مغربی ممالک کے لوگوں کے زیادہ ہنسنے کی وجہ:

مغربی ممالک کے لوگ ہر وقت ہنستے رہتے ہیں بات بات پر بلکہ بے بات ہی پاگلوں کی طرح ہنستے رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسے زندہ رہنے کا نسخہ سمجھتے ہیں۔ دلوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے خنجر لگ رہے ہیں تو چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ ظاہر کر کے زندگی کے لمحات گزار رہے ہیں۔ جدہ میں ایک امریکی کمپنی ہے کمپنی والوں نے امریکا سے صحت برقرار رکھنے کی ہدایات دینے والا کوئی ماہر بلوایا اس نے کمپنی کے تمام ملازمین کو جمع کر کے انہیں یہ ہدایت دی کہ بڑے قد آدم آئینے کے سامنے روزانہ کچھ وقت کھڑے ہو کر مسکرایا کریں۔ اس کے باوجود ان لوگوں کو سکون نہیں ملتا خواب آور گولیاں کھا رہے ہیں اور خودکشی کر رہے ہیں۔ اوپر کی منزل میں کھڑکیاں اس لئے نہیں رکھتے کہ کوئی چھلانگ لگا کر مر نہ جائے۔ اللہ کے بندے کو آئینے کے سامنے

کھڑے ہو کر مسکرانے کی ضرورت نہیں وہ تو ہر وقت اپنے دل کے آئینے میں اپنے محبوب کے جلوے دیکھ دیکھ کر محظوظ ہوتا رہتا ہے اور بہت مسرور رہتا ہے۔

⑰ دین بہت آسان ہے:

کسی نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ضعیف پیدا فرمایا ہے، قرآن مجید میں خود فرمایا:

﴿خلق الانسان ضعیفا۝﴾ (۴-۲۸)

ضعیف پیدا فرمایا ہے اسی لئے تو شریعت کے احکام پر عمل نہیں ہو پاتا۔ اس کے جواب میں حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے انسان کو ضعیف پیدا فرمایا اسی لئے تو احکام بہت آسان دیئے احکام کتنے آسان دیئے اس بارے میں اس ارحم الرحمین اور اس کے رسول رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصراً چند ارشادات بتاتا ہوں:

❶ سائل نے جو آیت پڑھی اسی آیت کے شروع ہی میں فرمایا کہ ہم نے احکام بہت آسان دیئے ہیں:

﴿یرید اللہ ان یخفف عنکم و خلق الانسان ضعیفا۝﴾

(۴-۲۸)

”اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔“

❷ ﴿یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھولکم ولعلکم تشکرون۝﴾ (۲-۱۸۵)

”اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (احکام میں) آسانی کرنا منظور ہے اور

تمہارے ساتھ (احکام و قوانین مقرر کرنے میں) دشواری منظور نہیں اور تاکہ تم لوگ ایام اداء یا قضاء کی شمار کی تکمیل کر لیا کرو (کہ ثواب میں کمی نہ رہے) اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (وثناء) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو (ایک ایسا) طریقہ بتا دیا (جس سے تم برکات و ثمرات صیام رمضان سے محروم نہ رہو گے) اور (عذر سے خاص رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اس لئے دے دی) تاکہ تم لوگ (اس نعمت آسانی پر اللہ کا) شکر اداء کیا کرو۔"

۳ ﴿وما جعل علیکم فی الدین من حرج﴾ (۲۲-۷۸)

"اور اس نے تم پر دین (کے احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔"

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دین میں کوئی تنگی نہیں۔

۴ ﴿لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا﴾ (۲-۲۸۶)

"اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلّف نہیں بناتے مگر اسی کا جو اس کی طاقت اور اختیار میں ہو۔"

۵ ﴿واعلموا ان فیکم رسول اللّٰہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم ولکن اللّٰہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الرشدون ۞ فضلا من اللّٰہ ونعمۃ واللّٰہ علیم حکیم ۞﴾ (۴۹-۷،۸)

"اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تمہیں بڑی مضرت پہنچے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کی محبت دی اور اسے تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا

اور کفر اور فسق اور عصیان سے تمہیں نفرت دے دی ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔"

مطلب یہ کہ اگر احکام کی نوعیت میں اور انہیں آسان یا مشکل سمجھنے میں انسان کی رائی کو قبول کر لیا جاتا اور اس کے مطابق اللہ تعالیٰ احکام نازل فرماتے تو دنیا تباہ ہو جاتی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا:

﴿ولو اتبع الحق اهواء هم لفسدت السموت والارض ومن فيهن بل اتينهم بذكرهم فهم عن ذكرهم معرضون ۝﴾

(۲۳-۷۱)

"اور (بفرض محال) اگر دین حق ان کے خیالات کے تابع ہو جاتا تو تمام آسمان اور زمین اور جو ان میں (آباد) ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت کی بات بھیجی سو یہ لوگ اپنی نصیحت (نافعہ) سے بھی روگردانی کرتے ہیں۔"

اس لئے فرما رہے ہیں کہ احکام کو آسان کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا سچا تعلّق پیدا کیا جائے کہ ایمان اور ایمانیات یعنی احکام اسلام محبوب و مرغوب ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی مکروہ و مبغوض ہو جائے یعنی نافرمانیوں سے طبعی نفرت ہو جائے ایسی حالت پیدا ہو جانا یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور بہت بڑی نعمت ہے۔ آخر میں: علیم حکیم میں تنبیہ فرما دی کہ اللہ کا علم بھی کامل اور اس کی حکمت بھی کاملہ اس لئے وہ اپنے بندوں پر وہی احکام نازل فرماتے ہیں جو ان کے حالات سے مناسب ہوتے ہیں۔

❻ ﴿ولو انا كتبنا عليهم ان اقتلوا انفسكم او اخرجوا من

دیار کم مافعلوہ الاقلیل منہم ولو انہم فعلوا ما
یوعظون بہ لکان خیرا لہم واشد تثبیتا ۞ واذا لاٰتینہم
من لدنا اجرا عظیما ۞ ﴾ (۴-۶۶،۶۷)

"اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات فرض کر دیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن
سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگوں کے اس حکم کو کوئی بھی
نہ بجالاتا اور اگر یہ لوگ جو کچھ انہیں نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا
کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا اور
اس حالت میں ہم انہیں خاص اپنے سے اجر عظیم عنایت فرماتے۔"

مطلب یہ کہ ہم نے بندوں کو احکام بہت آسان آسان دیئے ہیں پھر بھی وہ اکثر لوگوں کو مشکل لگ رہے ہیں حالانکہ اگر ہم چاہتے تو ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنے آپ کو خود قتل کریں یا اپنے گھروں کو چھوڑ کر کہیں نکل جائیں تو اللہ کے کچھ بندے یہ کام بھی کر گزرتے۔

❼ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿الدین یسر﴾ (بخاری)

❽ اور فرمایا:

﴿سمحۃ﴾ (بخاری)

"شریعت بہت آسان ہے۔"

شریعت پر عمل کو مزید آسان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محبت کے نسخے بتائے ...ن کی تفصیل وعظ "محبت الٰہیہ" میں دیکھیں۔ جامع) تو جو احکام پہلے ہی آسان ہیں وہ ...سے اور آسان ہو جاتے ہیں۔

... تعالیٰ کی عظمت اور خوف سے بھی احکام پر عمل آسان ہوتا ہے اس لئے قرآن

میں دوسری قوموں کے حالات ہیں کہ کیسے اللہ نے اپنے نافرمانوں پر عذاب نازل فرمایا اور جہنم کا تذکرہ کہ کیسا برا ٹھکانا ہے۔

⑪ اگر کوئی واقعۃً خود کو ضعیف سمجھتا ہے تو دنیا کے اتنے مشکل کام کیسے کر لیتا ہے؟ ان کے لئے قوت کہاں سے آجاتی ہے؟ جب کہ دنیا کے کام دین کے کاموں کی بنسبت بہت زیادہ مشکل ہیں اگر دین کے کام بھی اتنے ہی مشکل ہوتے جتنے دنیا کے کام ہیں تو بہت کم لوگ صحیح مسلمان بنتے۔

⑫ اللہ کے احکام پر عمل کرنے میں تو بہت ضعیف بنے ہوئے ہیں مگر اللہ کی نافرمانیوں کی وجہ سے دنیا و آخرت کی جہنم میں جلنے کے لئے بہت قوی ہیں اتنے بہادر کہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں کودنے کے لئے لنگوٹے کسے کھڑے ہیں۔

⑦٢ دلائل کی قسمیں:

دلائل کی تین قسمیں ہیں:

❶ ائمہ مجتہدین کے لئے: ادلہ اربعہ: ① قرآن ② حدیث ③ اجماع ④ قیاس یا استنباط۔

❷ علماء راسخین فی الفقہ والافتاء کے لئے: قول امام۔ یہ قرآن و حدیث یا اجماع و قیاس سے کچھ کریں تو صرف ذوق علم کی تسکین یا مخالفین پر حجت قائم کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

❸ علماء غیر راسخین اور عوام کے لئے: کسی ماہر مفتی کا قول۔ علماء غیر راسخین اور عوام کے لئے ماہر مفتی کا قول حجت، ماہر مفتی کے لئے امام کا قول حجت اور امام کے لئے ادلہ اربعہ حجت ہیں۔

تنبیہ: درحقیقت مفتی و مجتہد دونوں کے ایک ہی معنی ہیں مفتی بھی مجتہد ہی کو کہا جاتا تھا مگر بعد میں تنزل زمانہ کا یہ اثر ہوا کہ قول امام کو صحیح طور پر سمجھنے والوں کو بھی مفتی کہا

جانے لگا۔

(۷۳) مسئلہ بتانے میں احتیاط:

تحریری استفتاء کی بجائے زبانی سوال کے جواب میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اس لئے یہاں گھر میں آنے والی خواتین کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ گھر والوں سے صرف دعاء کے لئے کہہ سکتی ہیں مسئلے یا مشورے کی کوئی بات نہ کریں، اس کی وجوہ یہ ہیں:

(۱) کبھی صورت سؤال کی پوری وضاحت نہیں ہو پاتی یا اپنا مطلب نکالنے کے لئے قصداً وضاحت نہیں کی جاتی۔

(۲) کبھی جواب سننے یا سمجھنے میں غلط فہمی ہو جاتی ہے یا قصداً جواب کو اپنے مطلب کے مطابق بنالیا جاتا ہے بلکہ ایسے واقعات بھی پیش آئے ہیں کہ اپنے مطلب کے مطابق خود ہی جواب گھڑ کر ادھر منسوب کر دیا گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایسے ابتلاء کا قصہ علماء کو معلوم ہی ہے۔

(۳) مشورہ دینے کے بارے میں مفصّل حالات سے مکمّل واقفیت ضروری ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کو خدمات دین کے لئے منتخب فرمالیتے ہیں انہیں لوگوں کے حالات کی تفصیل سننے اور ان پر غور کرنے کی فرصت نہیں ہوتی اس لئے کہ عوام کی اس سے بڑی خدمات میں مشغول رہتے ہیں خدمات دینیہ بھی عوام ہی کی خدمات ہیں اور ان کی عام حاجات میں تعاون سے بدرجہا زیادہ اہم ہیں (اس کی تفصیل جواہر الرشید جلد ۲ جوہرہ نمبر ا اور وعظ "آسیب کا علاج" عنوان "پیروں کی دو قسمیں" میں دیکھیں۔ جامع) مسائل بہشتی زیور میں دیکھا کریں یا دار الافتاء سے معلوم کریں اور مشورے کے لئے وعظ "استخارہ واستشارہ" کے مطابق عمل کریں۔

۷۴ آسیب کا علاج کرتے وقت عورت کو چھونا:

استرشاد: حضرت اقدس! ہمارا قبیلہ جدی پشتی آسیب وغیرہ کا علاج (بذریعہ دم تعویذ آخری درجہ میں ضرب یضرب) کرتا ہے۔ کبھی عورت مریضہ ہوتی ہے اس کا علاج کرتے وقت اس کے جسم پر ہاتھ لگ جانا اور کبھی اس کے بالوں کو پکڑنا بھی پڑتا ہے (خصوصاً جب کہ دورے کی شدت ہو) اگرچہ اس طرح عورت کے پکڑنے مارنے کو بہت برا سمجھتا ہوں لیکن پھر بھی اس کے ورثہ مجبور کرتے ہیں اور اس کے علاوہ بندہ بھی کوئی چارہ نہیں سمجھتا (محرم کی موجودگی کے بغیر علاج نہیں کیا جاتا اطلاعاً عرض ہے) شدت دورہ کے وقت میرا پکڑنا مارنا کیسا ہے؟ اس کے متعلق حضرت اقدس جو ارشاد فرمائیں گے بندہ دل وجان سے تعمیل ارشاد کے لئے تیار ہے۔

ارشاد: صرف تعویذ دینے پر اکتفاء کریں مزید کچھ نہ کریں۔ وعظ ''آسیب کا علاج'' پڑھیں۔

۷۵ شادی ہال میں تقریب اور شرکت کا حکم:

شادی ہال میں تقریب کرنے میں یہ مفاسد ہیں:

❶ اسراف، جتنے لوگ گھر میں بٹھا سکتے ہیں اتنے ہی بلائیں کرائے کی جگہ کیوں لیتے ہیں اگر زائد پیسا ہے تو اسے جہاد میں خرچ کریں۔

❷ وہاں بے پردہ عورتیں ہوتی ہیں اگر پردہ دار خواتین وہاں جائیں گی تو ان فاسقات کا ان پر اثر پڑے گا ان کے دین اور دنیا کا نقصان ہو گا۔

❸ شادی ہال میں اگر بے پردہ عورتیں آئیں تو ایسے میں مردوں کی شرکت کا حکم یہ ہے کہ اگر اختلاط نہ ہو یعنی مرد عورت علیحدہ علیحدہ جگہوں پر بیٹھیں اور عورتوں کی گزر گاہ بھی مردوں کی گزر گاہ سے الگ ہو تو جا سکتے ہیں لیکن وہ جن کا کسی بزرگ سے

تعلق ہو اور یہ لوگ معاشرے میں دیندار کہلاتے ہوں تو ایسے لوگ بھی مقتدی کے حکم میں ہیں وہ اگر ایسی جگہ جائیں گے تو گویا انہوں نے میزبان کے اس گناہ پر کہ بے پردہ عورتوں کو مدعو کیا گیا رضامندی ظاہر کر دی، گناہ پر راضی رہنا بھی گناہ ہے اس لئے ایسے لوگ شرکت نہ کریں۔

❹ چونکہ شادی ہال میں منکرات ہوتے ہیں اس لئے یہ معذب جگہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معذب جگہ سے گزرے تو سر پر کپڑا ڈال لیا اور سواری کو تیز چلا کر جلدی سے جلدی گزرنے کی کوشش کی، آج مسلمان کیسے عذاب والی جگہ پر جاتے ہیں؟

❺ بعض مرتبہ تقریب ایسی ہوتی ہے کہ وہاں آنے والی عورتیں باپردہ ہوتی ہیں اور کوئی دوسرا منکر بھی نہیں ہوتا تو اس بارے میں حکم یہ ہے کہ عورتوں کا اجتماع جائز نہیں دوسرے یہ کہ بلاضرورت عورت کا گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں اس لئے عورتوں کو مدعو نہ کیا جائے۔

❻ بعض لوگ یہ حیلہ کرتے ہیں کہ شادی کی تقریب میں کسی عالم کا بیان بھی کروا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خواتین بیان سننے آئی تھیں۔ یہ اس لئے صحیح نہیں کہ جس مقصد کے لئے خروج ہوا اعتبار تو اسی کا ہے اگرچہ وہاں بیان بھی تھا لیکن خروج بیان میں شرکت کیلئے نہیں بلکہ شادی میں شرکت کیلئے ہوا۔ جیسے یہاں عورتیں وعظ سننے کیلئے آتی ہیں اس دوران مغرب کا وقت ہو جاتا ہے اس لئے نماز بھی یہیں پڑھتی ہیں تو یہ جائز ہے کیونکہ خروج وعظ سننے کیلئے ہوا اگر خروج ہو نماز پڑھنے کیلئے اور وہاں وعظ بھی شروع ہو گیا تو یہ جائز نہیں کیونکہ نماز کیلئے عورت کا خروج جائز نہیں۔

(۷۶) غیر عالم کے لئے طلب دلیل جائز نہیں:

کسی نے قرآن وحدیث سے غلط استنباط اور قیاسات فاسدہ پر مشتمل طویل مضمون

برائے تصویب ارسال کیا، جس میں یہ بھی لکھا تھا کہ میں بی اے ہوں آج تک کسی استاذ سے ناظرہ قرآن بھی نہیں پڑھا، دینی حالت تو ناگفتہ بہ ہے۔ اس کے جواب میں حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا: دنیا میں یہ اصول مسلم اور متفق علیہ ہے کہ ہر فن کی تحصیل کے لئے اہل فن کے پاس معتد بہ وقت رہ کر استفادہ کرنا شرط ہے مثلاً آپ ڈاکٹر سے علاج تو بہر صورت کرواسکتے ہیں مگر اس کی تشخیص و تجویز کے دلائل معلوم کرنے کے مجاز نہیں، اگر ڈاکٹر سے معلوم کریں گے تو وہ علاج سے ہی جواب دے دے گا البتہ اگر اس فن کو باقاعدہ حاصل کرنا چاہیں تو کوئی ممانعت نہیں مگر اس کے لئے کئی شرائط ہیں مثلاً فلاں فلاں امتحان میں اعلی نمبروں پر کامیاب ہوئے ہوں پھر کسی مستند میڈیکل کالج میں داخلہ لیا ہو، ماہرین کی نگرانی میں تمرین کی ہو اور نصاب کی تکمیل کے بعد امتحان میں کامیاب ہوئے ہوں۔ اسی طرح آپ ہر وکیل سے قانون تو دریافت کر سکتے ہیں مگر اس کے دلائل دریافت کرنے کی اجازت نہیں ہاں وکالت کا نصاب باقاعدہ پڑھیں تو دلائل سمجھ میں آسکتے ہیں، بعینہٖ اسی طرح علم دین کو سمجھ لیا جائے کہ عوام مفتیان کرام سے قانون شریعت دریافت کر سکتے ہیں طلب دلائل کے مجاز نہیں ہاں اگر کسی کو علم دلائل کا شوق ہو تو پہلے پندرہ سال کسی مستند دینی درسگاہ میں لگا کر نصاب عام کی تکمیل کر کے اعلی نمبروں پر کامیابی حاصل کرے پھر افتاء کے درجۂ تخصص میں دو سال کے لئے داخلہ لے اس میں محنت کر کے امتیازی کامیابی حاصل کرے پھر ماہرین فن کی سرپرستی میں کچھ مدت کام کرے اس کے بعد امید ہے کہ دلائل سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

۷۷ مولوی میں فکر آخرت کا تھرمامیٹر:

فرمایا: جو مولوی اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہاں سے کھائیں گے، مدرسہ کیسے چلے گا، اور اس مقصد کی خاطر اہل ثروت کے دروازوں پر جا کر ان کی خوشامدیں کرتا ہے تو یہ

اس کی دلیل ہے کہ اس مولوی کے دل میں فکر آخرت نہیں۔

۷۸ حب الشیخ حب اللہ:

اصلاح کا اصل طریقہ تو بذریعہ شیخ ہی ہے یعنی شیخ کے ذریعے اصلاح ہوتی ہے، پھر شیخ تک پہنچنے کے دو طریقے ہوتے ہیں:

❶ آسانی سے شیخ مل جائے ایسے وسائط ہوں کہ شیخ کو ڈھونڈنا آسان ہو جائے۔

❷ آسانی سے وسائط دستیاب نہ ہوں اس لئے کسی مصلح تک رسائی بظاہر ناممکن نظر آتی ہو اور ہدایت کا وقت مقدر ہو جائے تو ایسے میں اللہ تعالیٰ اس شخص کو جذب فرمالیتے ہیں اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور اس کے گناہ چھوٹنے لگتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ایسے ذرائع پیدا فرمادیتے ہیں کہ شیخ تک رسائی آسان ہو جاتی ہے اور پھر جب شیخ سے تعلّق ہو جاتا ہے تو حب اللہ حب الشیخ کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔ حب اللہ حب الشیخ ہے، حب الشیخ حب اللہ ہے۔

۷۹ اللہ کے گھر میں حاضری کے وقت کیفیت:

مسجد کی طرف جاتے وقت اکثر دل اور زبان پر یہ شعر جاری ہو جاتا ہے ؎

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
کہ بیرون در چہ کر دی کہ درون خانہ آئی

”میں طواف کعبہ کے لئے گیا تو انہوں نے مجھے حرم میں راستہ نہ دیا کہ تو نے دروازے سے باہر کیا کیا کہ گھر کے اندر آرہا ہے۔“

اس وقت اپنے حالات کا محاسبہ کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔

جامع عرض کرتا ہے کہ بسا اوقات مسجد میں جانے کے لئے زینے سے اترتے وقت حضرت اقدس اکثر اچانک اپنا دایاں ہاتھ دل پر رکھ لیتے ہیں وجہ دریافت کرنے پر فرمایا

کہ اس وقت میرے دل وزبان پر یہ شعر جاری ہوتا ہے ؎

دل می رود ز دستم صاحب دلان خدارا
دردا کہ راز پنہاں خواھد شد آشکارا

"اے اہل دل! خدارا میرا دل ہاتھوں سے نکلا جارہا ہے ہائے درد! کہ میرا پوشیدہ راز ظاہر ہوا جارہا ہے۔"

۸۰ دنیا اہم یا آخرت:

فرمایا: آدھے مسلمان نہ بنیں کہ آسان آسان پر عمل کرلیا اور مشکل پر نہ کیا، امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر بھی ضروری ہے، ہر شخص پر بقدر تحمل نہی عن المنکر لازم ہے، تحمل ہر شخص کا الگ ہوتا ہے۔ لوگوں کا حال یہ ہے کہ دنیا کے معاملے میں تو دو چار پیسوں کے لئے مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں کہ دیتا کیسے نہیں ہم اس کی قبر سے بھی نکال کر چھوڑیں گے وہاں طاقت موجود ہے لیکن جب دین کے معاملے میں کہا جائے کہ بقدر استطاعت نہی عن المنکر کرو تو کہتے ہیں ہم میں طاقت نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک دنیوی نقصان کی اہمیت ہے اور آخرت کے نقصان کی کوئی اہمیت نہیں۔

۸۱ کافر کو مسلمان کہنا:

کسی کافر کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ اندر سے مسلمان تھا۔ اگر اندر سے مسلمان تھا تو اس نے اسلام کو ظاہر کیوں نہ کیا؟ بلا تحقیق بات کرنے سے پرہیز لازم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا﴾ (۱۷-۳۶)

”اور جس بات کی تجھے تحقیق نہ ہو اس پر عمل درآمد مت کیا کر کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔“

پہلی بات یہ کہ جس چیز کا علم نہیں اس کی باتیں مت کیا کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع﴾ (مقدمہ مسلم)

”انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کردے۔“

دوسری بات یہ کہ اگر کوئی کافر اندر سے مسلمان ہو جائے مگر ابھی اس نے ظاہرًا اقرار نہیں کیا تو اس کے بارے میں اسلام کا قانون یہ ہے کہ اس پر احکام اسلام نافذ نہیں ہوں گے، دنیا میں اس پر اسلام کے احکام جاری نہیں کئے جائیں گے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا، مسلمانوں میں اس کی وراثت تقسیم نہیں کی جائے گی۔

(۸۲) رمضان اور تراویح سے متعلّق چند اہم مسائل:

مسئلہ: رمضان میں ختم قرآن کے موقع پر اجرت طے کرکے یا اجرت طے کئے بغیر خدمت کے نام پر قاری اور سامع کو کچھ لینا دینا حرام ہے اور ایسے قاری کے پیچھے تراویح جائز نہیں۔

مسئلہ: کئی خرابیوں کی بناء پر مروج شبینہ جائز نہیں۔ تفصیل احسن الفتاوی جلد ۳

مسئلہ: دو منزلہ مسجد کی ہر منزل میں تراویح کی الگ جماعت کرنا یا ایک ہی منزل میں مختلف جگہوں پر کچھ فاصلہ سے دوسری جماعت کرنا جائز نہیں خواہ ایک ہی وقت میں تراویح کی کئی جماعتیں ہوں یا مختلف اوقات میں۔

مسئلہ: ستائیسویں رمضان کو ختم قرآن کی رسم مندرجہ ذیل وجوہ سے صحیح نہیں:

❶ لوگ ستائیسویں رات کو یقینی طور پر شب قدر سمجھتے ہیں اور اسی لئے اس رات میں ختم قرآن کو افضل سمجھتے ہیں حالانکہ ستائیسویں رات کو یقینی طور پر شب قدر سمجھنا غلط ہے۔

❷ اگر ستائیسویں رات شب قدر ہوتی تو بھی اس میں ختم قرآن کا ثبوت کہاں؟

❸ انتیسویں رات سے پہلے قرآن ختم کرلینے سے اکثر لوگ تراویح چھوڑ دیتے ہیں کہ جب قرآن ختم ہو گیا تو اب تراویح پڑھنے کی کیا ضرورت؟ حالانکہ تراویح کی نماز پورے رمضان میں سنت مؤکدہ ہے۔ اس لئے انتیسویں رات سے پہلے ختم قرآن کا دستور صحیح نہیں۔

مسئلہ: ختم قرآن کے موقع پر شیرینی تقسیم کرنا کئی وجوہ سے جائز نہیں:

❶ اگر کسی مستحب کام کا التزام کیا جانے لگے تو اس کا چھوڑنا واجب ہو جاتا ہے ختم قرآن کے موقع پر شیرینی کی تقسیم مستحب بھی نہیں سو التزام کی صورت میں اس کا چھوڑنا کیوں کر واجب نہ ہوگا؟

❷ ایک غیر مستحب کام کے لئے عوام سے چندہ کی بھیک مانگنا بذات خود انتہائی قبیح ہے۔

❸ بسا اوقات چندہ کی بھیک مانگتے ہوئے خصوصی خطاب بھی کیا جاتا ہے جو جائز نہیں۔ ایسے مواقع میں لوگ دوسروں سے شرما کر چندہ دیتے ہیں جس میں ان کی طیب خاطر شامل نہیں ہوتی اور بلا طیب خاطر کسی کا مال لینا حرام ہے۔

❹ بنک اور انشورنس جیسی حرام کمائی والے زیادہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں۔

مسئلہ: تراویح کے لئے عورتوں کا مسجد میں آنا جائز نہیں، فرض نماز پڑھنے کے لئے خواتین کا مسجد میں آنا جائز نہیں تو تراویح کے لئے کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟۔

مسئلہ: نقشوں میں دیئے گئے اوقات یقینی نہیں بلکہ حسابی اعتبار سے تقریبی ہوتے

ہیں لہٰذا اپنی گھڑیوں کو معیاری وقت کے مطابق رکھیں اور افطار نقشے میں دیئے گئے اوقات کے تین منٹ بعد کریں چونکہ سائرن وغیرہ نقشوں میں دیئے گئے وقت پر بجائے جاتے ہیں لہٰذا ان پر مکمّل اعتماد کرنا صحیح نہیں، خصوصاً جب کہ کئی ایسے واقعات ہو بھی چکے ہیں کہ سائرن کے وقت آفتاب کو آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۹۷ کو ریڈیو پاکستان نے غروب سے چار پانچ منٹ قبل اذان دینا شروع کی جو مکمّل کرنے سے پہلے چھوڑ دی اور پھر بعد میں صحیح وقت پر اذان نشر کی، لاکھوں افراد نے پہلی اذان پر جو قبل از غروب نشر کی گئی تھی روزہ افطار کر کے اپنا روزہ خراب کیا۔

ان سب مسائل کی تفصیل احسن الفتاوی جلد نمبر ۳ میں ہے۔

(۸۳) ایک آیت سے سبق:

چند روز سے میرے دل اور زبان پر ایک آیت بار بار گردش کر رہی ہے:

﴿ایود احدکم ان تکون له جنة من نخیل واعناب تجری من تحتها الانهر له فیها من کل الثمرت واصابه الکبر وله ذریة ضعفاء فاصابها اعصار فیه نار فاحترقت کذلک یبین اللّٰہ لکم الایت لعلکم تفکرون﴾ (۲-۲۶۶)

"بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا اس کے (درختوں کے) نیچے نہریں چلتی ہوں اس شخص کے ہاں اس باغ میں اور بھی ہر قسم کے (مناسب) میوے ہوں اور اس شخص کا بڑھاپا آگیا ہو اور اس کے اہل و عیال بھی ہوں جن میں (کمانے کی) قوت نہیں سو اس باغ پر ایک بگولا آئے جس میں آگ (کا مادہ) ہو پھر وہ باغ جل جائے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح نظائر بیان فرماتے ہیں تمہارے لئے تاکہ تم سوچا کرو۔"

یہ آیت جو دل اور زبان پر گردش کرتی رہتی ہے اس سے یہ سبق حاصل کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دل میں حسنات کے جو باغ لگا دیئے ہیں جن کے بارے میں میرا یہ مصراع ہے ؎

مرے باغ دل کی یہ گلکاریاں ہیں

کہیں خدانخواستہ نفس وشیطان آگ کا شعلہ پھینک کر اس باغ کو بھسم نہ کردیں پھر خاص طور پر اس آیت میں جو الفاظ ہیں:

﴿واصابه الكبر وله ذرية ضعفاء﴾

یہ میرے حالات کے عین مطابق ہیں کبرسنی تو بالکل ظاہر ہی ہے اور ذریۃ ضعفاء کی دو تصویریں سامنے آرہی ہیں ایک سلسلے سے تعلق رکھنے والے لوگ، دوسری تصویر یہ کہ قرآن مجید میں یہ بتانے سے مقصد ہے موقع ضرورت، موقع ضرورت تو بہر حال ہے ہی، جیسے جیسے وطن قریب آرہا ہے تو موقع ضرورت بھی قریب آتا جارہا ہے۔

(۸۴) مطبوعہ مواعظ کا فائدہ:

کسی نے پرچہ لکھ کر دیا ہے کہ چھپے ہوئے وعظ آپ کے بیان کی پوری پوری ترجمانی نہیں کررہے، آپ تو کبھی کبھی کوئی جملہ یا کوئی لفظ کئی کئی بار کہتے ہیں کبھی بڑی اہمیت سے کوئی لفظ اداء کرتے ہیں تو سننے والوں کے دلوں میں وہ بات اترتی ہے، اور یہ جو بیان لکھ دیتے ہیں اس میں اس بات کا خیال نہیں رکھتے، جہاں بھی حضرت اقدس ایک لفظ یا ایک بات کو کئی بار ارشاد فرمائیں تو وہ کئی بار لکھا کریں۔

حضرت اقدس نے اس کے جواب میں فرمایا:

اگر تکرار کے ساتھ جتنی بار جو الفاظ میں نے کہے کتابوں میں اتنی ہی بار لکھ بھی دیں تو جیسے اہمیت کے لئے کبھی میں ذرا دباؤ ڈال کر جو کہتا ہوں وہ اس میں کیسے آئے وہ تو ہو

نہیں سکتا اسی لئے چھپی ہوئی چیز کی بات اور ہے اور زبانی کہنے کی بات اور ہے۔ یہ اصول یاد رکھیں کہ چھپے ہوئے مواعظ پڑھنے کی بنسبت مجلس میں حاضر ہو کر دین کی باتیں سننے کا فائدہ کئی وجوہ سے زیادہ ہے:

❶ اجتماع قلوب کی برکت ہوتی ہے جمعہ کے دن ہر بیان سے پہلے میں جو لمبی دعائیں مانگتا ہوں ان میں ایک دعاء یہ بھی ہوتی ہے کہ یا اللہ! تیری خاطر جمع ہونے والے قلوب کی برکت سے اس محنت کو قبول فرمالے۔ اگر کوئی چھپا ہوا وعظ پڑھتا ہے تو وہاں اجتماع قلوب موجود نہیں، مجلس میں لوجہ اللہ تعالیٰ اتنے دل جمع ہو گئے ان کی برکت حاصل ہوتی ہے اثر ہوتا ہے۔

❷ جیسے انہوں نے لکھا کہ بیان کے وقت جب روبرو ہوتے ہیں تو اس میں لہجے کا اثر پڑتا ہے توجہ پڑتی ہے اس توجہ سے صوفیہ والی توجہ مراد نہیں یہ توجہ کی ایک الگ قسم ہے۔ بولنے والے کا خطاب، طرز خطاب، توجہ، اس کی نظر اور اس کے بیان کرنے کا طریقہ، یہ ساری چیزیں چھپے ہوئے وعظ میں نہیں آسکتیں ؎

گر مصور صورت آن دلستان خواہد کشید
میک حیرانم کہ نازش را چہ سان خواہد کشید

”مصور اس محبوب کی تصویر تو کھینچ سکتا ہے لیکن میں حیران ہوں کہ اس کے ناز کو کیسے کھینچے گا۔“

مطبوعہ مواعظ سے وہ استفادہ کریں جو مجلس میں پہنچنے سے قاصر ہیں ؎

چون گلستان رفت و گلشن شد خراب
بوئے گل را از چہ جوئیم از گلاب

جب گلستان نہ رہے، گلاب کے پھول نہ رہیں تو پھر ہم ان کی خوشبو کہاں سے پائیں؟ عرق گلاب سے۔ اور جہاں اصل پھول موجود ہوں انہیں چھوڑ کر عرق گلاب

سونگھنا عقل کی بات نہیں، اس لئے استفادہ زیادہ صحیح طور پر جبھی ہوتا ہے کہ مجلس میں حاضری ہو۔

(۸۵) حفلۃ العلماء کے افتتاح کا طریقہ:

حضرت اقدس روزانہ جب حفلۃ العلماء میں تشریف لاتے ہیں تو کام کا افتتاح اس نصیحت سے فرماتے ہیں:

﴿ایھا العلماء والطلبۃ والمجاھدون والحارسون فی سبیل اللّٰہ اوصی نفسی وایاکم بتقوی اللّٰہ﴾

اس کے بعد تقوی، توکل علی اللہ، تعلّق مع اللہ، توجہ الی اللہ، فناء دنیا اور شوق وطن آخرت کے بارے میں کوئی آیت یا حدیث یا اھل اللہ کا کوئی شعر پڑھتے ہیں۔

(۸۶) اکیاسی برس کی عمر تک دواؤں سے حفاظت:

لوگوں کا خیال ہے کہ وہ دوائیں کھا کر بچے ہوئے ہیں جب کہ مجھے میرے اللہ نے اکیاسی برس کی عمر تک دواؤں سے پرہیز کے ذریعے بچایا ہوا ہے آیندہ بھی رب کریم کی رحمت سے امید ہے کہ دواؤں سے محفوظ رکھیں گے۔

(۸۷) ملک الموت کا نام ”عزرائیل“ ثابت نہیں:

تعویذ لکھنے والے عامل ملک الموت کو ”عزرائیل“ کہتے ہیں جب کہ یہ نام قرآن و حدیث میں کہیں بھی نہیں، شاید انہوں نے اسرائیلیات سے لیا ہو گا۔ قرآن و حدیث اور فقہ میں روح نکالنے والے فرشتے کو ”ملک الموت“ کہا گیا ہے۔

(۸۸) قرآن کیا ہے؟:

جب قرآن کی تلاوت کیا کریں تو پہلے یہ سوچ لیا کریں کہ یہ اللہ کے قانون کی

کتاب ہے، یہ جن بھوت بھگانے کی نہیں، یہ سفلی اور آسیب اتارنے کی نہیں، یہ خوانیوں میں پڑھ کر برکت لینے کی نہیں یہ اللہ کے قانون کی کتاب ہے، خوانیوں میں پڑھنے سے برکت نہیں ہوگی برکت ہوگی تو عمل کرنے سے ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تلاوت کے لئے قرآن کھولتے تو فرماتے:

﴿عهد ربی و منشور ربی عزو جل﴾

قرآن پڑھنے سے پہلے سوچا کریں کہ یہ جو پڑھنے لگا ہوں یہ ہے کیا؟ کوئی قصوں کی کتاب ہے؟ معاذ اللہ! کوئی منتر ہے؟ یہ ہے کیا؟ ایک خاتون نے اپنے حالات میں بتایا کہ میں اپنی امی سے جب کہتی ہوں کہ یہ وعظ کی کتابیں آپ کو سناؤں تو وہ انکار کر دیتی ہیں گھبراتی ہیں کہتی ہیں نہیں نہیں دل نہیں چاہتا تو میں بھی زبردستی نہیں سناتی۔ میں نے کہا کہ اپنی امی محترمہ سے پوچھو کہ امی! تجھے یس سنا دوں؟ وہ کہے گی ہاں ہاں بیٹی یس سناؤ۔ جب وہ یس سننے کی رغبت ظاہر کرے تو پھر کہنا امی! جو باتیں یس میں ہیں ان مواعظ کی کتابوں میں بھی باتیں تو بالکل وہی ہیں، اللہ کی باتیں ہیں، یس سننے کا شوق اور وعظ کی کتابیں سننے سے گھبراہٹ اور ناگواری یہ کیوں ہے؟ اس پر غور کریں کہ یہ کیوں ہے؟ یہ اس لئے ہے کہ وعظ میں اللہ کی باتیں اس کے احکام سمجھ میں آتے ہیں اور یس پڑھتے سنتے ہیں تو سمجھ میں نہیں آتی بس فرق اتنا ہے، اگر پتا چل جائے کہ یس میں ہے کیا، سورۂ یس میں اللہ کے کیا احکام ہیں تو جو گھبراہٹ وعظ کی کتاب سننے سے ہوتی ہے وہ یس سے بھی ہوگی پھر کہیں گے اٹھاؤ لے جاؤ گھبراہٹ ہو رہی ہے، میرا دل نہیں چاہتا یس سننے کو چلو نکالو گھر سے یس کو۔ یہی کہیں گے اس لئے کہ اللہ کے احکام سننے سے تو ڈر لگتا ہے۔

(۸۹) ڈاڑھی کو بنا سنوار کر رکھنا چاہئے:

ڈاڑھی کو بنا کر سنوار کر رکھنا چاہئے کیونکہ:

❶ یہ محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہے۔

❸ یہ واجب شرعی ہے اس لئے اس کا احترام واجب ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ ہے۔

❺ اسلام کا شعار ہے۔

❻ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی زینت ہے۔

❼ مردانہ شعار ہے۔

❽ عوام کے لئے ڈاڑھی رکھنے کی ترغیب و تشویق ہے۔

اضافہ از جامع: حضرت اقدس کی ڈاڑھی مبارک بہت خوبصورت وجاذب نظر ہے حتی کہ بچے بھی دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں، ایک بار متعلقین میں سے ایک صاحب کے کمسن بچے نے اپنے ابا سے کہا کہ ابو! آپ کی ڈاڑھی تو بس ایسی ہے، حضرت اقدس کی ڈاڑھی دیکھئے کیسی خوبصورت اور "شودار" ہے ٹونٹو میں جب حضرت اقدس کے بیان ہوئے تو ایک شخص نے آکر بتایا کہ آپ کی ڈاڑھی دیکھ کر مجھے ڈاڑھی رکھنے کی ہمت ہوئی ہے۔

❾ جو لوگ ڈاڑھی منڈاتے ہیں وہ روزانہ اس شیطانی کام پر کتنے اہتمام سے کم از کم پندرہ بیس منٹ صرف کرتے ہیں اور پھر بار بار منہ پر ہاتھ پھیر کر آئینے میں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ یہ شیطان کے بندے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطاء فرمائی انہیں اس سے سبق سیکھنا چاہئے کہ وہ ڈاڑھی کی حفاظت، صفائی اور زینت کے لئے روزانہ کتنا وقت دیتے ہیں۔ جو لوگ اس بارے میں غفلت کا شکار ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ کیا قیامت میں پوچھ نہ ہوگی کہ اتنی مبارک چیز کی حفاظت وتزیین کے لئے کبھی ہفتے میں پانچ منٹ بھی نکالنے کی توفیق نہ ہوئی۔

⑨⓪ زکوٰۃ دینے میں غلطیاں:

زکوٰۃ کے بارے میں لوگ بہت کوتاہی کرتے ہیں۔ یہ اسلام کا اہم رکن ہے لیکن لوگوں کو اس کے مسائل جاننے اور صحیح عمل کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں، مال کے خزانے بھر کر بیٹھے ہوئے ہیں زکوٰۃ نہیں دیتے اور جو لوگ دیتے ہیں انہیں اس کی کوئی فکر نہیں کہ قانون شریعت کے مطابق دے رہے ہیں یا اپنے خیال کے مطابق، فرض اداء ہو بھی رہا ہے یا نہیں۔ اس لئے اس بارے میں کچھ بہت ضروری مسائل بتانا چاہتا ہوں انہیں خوب اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں اور آگے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں۔

❶ اموال زکوٰۃ چار ہیں:

① سونا۔

② چاندی۔

③ مال تجارت۔ اس سے مراد وہ مال ہے جو بیچنے کی نیت سے خریدا جائے اور بیچنے کی نیت قائم بھی رہے اگر یہ دونوں باتیں نہیں یا دونوں میں سے ایک نہیں تو اس مال پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

④ نقدی۔ خواہ وہ بینک میں ہو، خواہ کسی تجارت میں لگا رکھی ہو، خواہ آپ کے گھر میں ہو، خواہ کسی کے پاس امانت ہو اور خواہ کسی پر قرض ہو، قرض پر وجوب زکوٰۃ میں کچھ تفصیل ہے جو بوقت ضرورت علماء سے معلوم کی جاتی ہے۔

❷ بہشتی زیور میں سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے لکھا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اموال زکوٰۃ میں سے اگر صرف سونا ہے باقی تین چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں چاندی بھی نہیں، مال تجارت بھی نہیں اور نقدی میں سے ایک پیسا بھی نہیں تو اس صورت میں ساڑھے سات تولے سونے پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ اگر باقی تین چیزوں کی

معمولی سی مقدار بھی ہوگی تو پھر سونے کے وزن کا اعتبار نہیں بلکہ تمام اموال کی قیمت لگائی جائے گی اگر سب کی قیمت کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوا تو زکوٰۃ فرض ہوگی ورنہ نہیں۔

اگر کسی کے ذمہ قرض ہو تو اسے منہا کرنے کے بعد باقی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو زکوٰۃ فرض ہوگی ورنہ نہیں۔

یہی تفصیل چاندی میں ہے، چاندی کا نصاب جو ساڑھے باون تولہ بتایا جاتا ہے وہ اس صورت میں ہے کہ اموال زکوٰۃ میں سے صرف چاندی ہو سونے کا ذرہ بھی نہ ہو، مال تجارت کچھ بھی نہ ہو اور نقدی میں سے ایک پائی بھی نہ ہو تو ساڑھے باون تولہ چاندی پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر دوسری چیزوں میں سے کوئی معمولی سی مقدار میں بھی موجود ہو تو مجموعے کی قیمت لگائیں گے اگر قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہوئی تو زکوٰۃ فرض ہوگی ورنہ نہیں۔ یہ نصاب وجوب زکوٰۃ کا ہے۔

❸ دوسرا نصاب ان لوگوں کے لئے ہے جن پر زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن وہ زکوٰۃ لے بھی نہیں سکتے اس نصاب میں کل پانچ چیزیں ہیں:

① سونا۔

② چاندی۔

③ مال تجارت۔

④ نقدی۔

⑤ ضرورت سے زیادہ سامان۔

کسی کے پاس یہ پانچوں چیزیں ہوں یا ان میں سے چار یا تین یا دو یا ایک ہو تو اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا اگر ایسے شخص کو زکوٰۃ دے دی تو اداء نہیں ہوگی خوب یاد رکھیں۔

❹ جس کے گھر میں ٹی وی ہو اسے زکوٰۃ نہ دیں۔

۵ مانگنے والے کو دینا جائز نہیں۔

۶ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا مال عطاء فرمادیا جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے تو آپ صاحب نصاب ہو گئے۔

۷ زکوٰۃ کا حساب قمری تاریخ میں لگایا جائے جس قمری تاریخ میں صاحب نصاب ہوئے اسے یاد رکھیں وہ تاریخ عمر بھر کے لئے معین ہو گئی۔

۸ لوگوں نے یہ طریقہ نکال رکھا ہے کہ اللہ کی معین کی ہوئی تاریخ کو چھوڑ کر اپنے آپ مخصوص مہینوں کو مقرر کر لیتے ہیں اور ان میں زکوٰۃ دینے کو ثواب سمجھتے ہیں بالخصوص رجب، شعبان، اور رمضان کو لوگوں نے زکوٰۃ کے لئے مخصوص کر لیا ہے ان کے خیال میں ان مہینوں میں زکوٰۃ دینے سے ثواب زیادہ ملتا ہے، یہ طریقہ صحیح نہیں اس میں کئی قباحتیں ہیں، زکوٰۃ کا حساب اسی قمری تاریخ میں لگائیں جب اللہ نے آپ کو صاحب نصاب کیا۔

۹ زکوٰۃ کا حساب تو اسی معین تاریخ میں ہی کیا جائے آگے پیچھے ہرگز نہ کریں البتہ زکوٰۃ اداء کرنے کے بارے میں کوئی پابندی نہیں جب چاہیں دیں لیکن بہتر یہی ہے کہ جلد از جلد فرض اداء کر دیا جائے بلاوجہ تأخیر کرنا صحیح نہیں۔

۱۰ زکوٰۃ دینے سے پہلے خوب چھان بین کریں کہ جسے دے رہے ہیں وہ مستحق بھی ہے یا نہیں بغیر چھان بین کئے ہرگز زکوٰۃ نہ دیں۔

۱۱ معاشرے میں یہ فساد بہت عام ہو چکا ہے کہ مسکین لڑکی کی شادی کے لئے زکوٰۃ دیتے ہیں، اپنے زعم میں اسے بہت بڑی نیکی سمجھتے ہیں کہ مسکین لڑکی کی شادی کے لئے زکوٰۃ دے دی تو گویا جنت کا ٹکٹ مل گیا۔ لوگوں نے اسے بھیک مانگنے کا دھندا بنا رکھا ہے بیٹی کی شادی کے بہانے زکوٰۃ کے مال خوب جمع کرتے ہیں اس بارے میں یہ سمجھ لیں کہ شادی کے موقع پر شرعاً لڑکی والوں کے ذمہ تو کچھ بھی نہیں ان کے لئے تو ایک پیسے کا بھی خرچ نہیں، ولیمہ اور لڑکی کے لباس کے مصارف شوہر کے ذمہ ہیں۔ آج کل

شادی کے موقع پر خرافات اور معاصی کی کثرت ہوتی ہے زکوٰۃ کی رقم ان ناجائز کاموں پر صرف کی جاتی ہے اور گناہ کے کام میں تعاون کرنے والا بھی گنہگار ہوتا ہے (تفصیل کے لئے وعظ ''زکوٰۃ کے مسائل'' دیکھیں)

۹۱ اکابر سے اختلاف رائی:

میں وسعت نظر اور اختلاف رائی کے تحمل کی بہت تاکید کرتا رہتا ہوں مگر کسی سے اختلاف اور اس کے اظہار کے جواز کی یہ شرائط ہیں:

۱ علم و عمل میں اتقان اور فقہ میں بصیرت و تعمق ایسے نہ ہو کہ پر نکلتے ہی پرواز شروع کر دے، اس دور فساد میں یہ بہت خطرناک گمراہی عام ہو گئی ہے، بقول شاعر ؎

الف کو کیل جانیں سب بے چارے
مگر دعوی ہے سب کا اجتہادی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گمراہی کو علامات قیامت میں شمار فرمایا ہے:

﴿ان تلد الامۃ ربتھا﴾

''اکابر سے اختلاف بھی اس میں داخل ہے۔''

اور فرمایا:

﴿اعجاب کل ذی رأی برأیہ﴾

فقہ میں بصیرت کاملہ کے حصول سے قبل کسی فقیہ کی رأی سے اختلاف جائز نہیں، بصیرت کاملہ بزعم خود نہیں بلکہ ماہرین فن کی تصدیق سے ہو، تصدیق سے یہ مراد نہیں کہ کسی جامعہ سے افتاء میں تخصص کی سند مل جائے، اس سے یہ مراد ہے کہ ماہرین فن کو اس کی صلاحت پر کامل اعتماد ہو۔ حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کو جو تنبیہ فرمائی تھی اس سے سبق حاصل کریں۔

❷ کسی بڑے کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنے قصور فہم پر محمول کر کے خاموش رہے اور عمل کے لئے احتیاط کا پہلو اختیار کرے۔

❸ بڑے سے اختلاف رائی کسی پر ظاہر نہ کرے۔

❹ اگر کوئی ایسا مسئلہ پوچھے کہ نہ بتانے میں اس کے دین کا نقصان ہو تو اسے صرف اپنی رائی بتائے کسی بڑے سے اختلاف کا ذکر نہ کرے۔

❺ اگر اختلاف کا اظہار کسی وجہ سے ضروری ہو تو بڑے کا نام ظاہر نہ کرے بلکہ ''بعض علماء'' جیسے الفاظ استعمال کرے۔

❻ اگر نام کا اظہار بھی ضروری ہو تو انداز بیان ایسا اختیار کرے کہ اکابر سے تقابل کا موہم نہ ہو۔

(۹۲) غیر شرعی طریق انتخاب:

کسی نے حضرت اقدس سے پوچھا کہ ووٹ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ جواب میں ارشاد فرمایا:

گدھے کو ووٹ دینا جائز نہیں، یہ طریق انتخاب ہی سراسر شریعت کے خلاف ہے ؎

فرنگ آئین جمہوری نہاد است
رسن از گردن دیوے کشاد است

''فرنگی نے جمہوری آئین گھڑا ہے کسی دیو کے گلے سے رسی کھول دی۔''

؎

گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو
کہ در مغز دو صد خر فکر انسانے نمی آید

"جمہوری کے طرز سے دور بھاگو کسی پختہ کار کے غلام بن جاؤ کہ دو سو گدھوں کے دماغ میں ایک انسان کی بات نہیں آسکتی۔"

شاعر نے "دو سو گدھے" وزن شعر کی رعایت سے کہہ دیا ورنہ دنیا بھر کے گدھے مل کر بھی ایک انسان کی عقل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ کیا حکومت کریں گے جنہیں اسلام تو درکنار انسانیت تک کی تمیز نہیں، اگر آپ بھی گدھے ہیں تو ٹھیک ہے ووٹ دیجئے کیونکہ جو جتنا بڑا گدھا ہو گا وہ اتنے ہی بڑے گدھے کو ووٹ دے گا۔

بعض علماء ووٹ دینے کے وجوب پر اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

﴿ان اللّٰہ یأمرکم ان تؤدوا الامنت الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللّٰہ نعما یعظکم بہ ان اللّٰہ کان سمیعًا بصیرًا۝﴾ (۴-۵۸)

کہتے ہیں کہ ووٹ بھی امانت ہے لہٰذا اس کا اداء کرنا ضروری ہے جب کہ اسی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حرام ہے کیونکہ اہل کو دینے کا حکم فرمایا گیا ہے تو غیر اہل کو دینا کیسے جائز ہو گا۔ البتہ کہیں مسلمان کے مقابلے میں کوئی شیعہ یا قادیانی یا منکر حدیث یا بوہری یا ذکری ہو تو اس صورت میں مسلمان کو ووٹ دینا چاہئے تاکہ یہ اسلام کے دشمن کامیاب نہ ہوں۔ (انتخاب امیر کے شرعی اصول کی تفصیل رسالہ "سیاست اسلامیہ" اور "رفع النقاب عن وجہ الانتخاب" میں دیکھیں۔ جامع)

(۹۳) بالوں کی صفائی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسم کے وہ بال جن کا صاف کرنا ضروری ہے انہیں زیادہ سے زیادہ چالیس دن میں صاف کر لیا جائے چالیس دن سے زیادہ چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ اتنی مہلت دے دی ورنہ مسلمان کو تو صفائی کا خیال اتنا رکھنا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ یا بہت زیادہ دو ہفتے۔ اگر کسی کو

دو ہفتہ میں بھی صفائی کی عادت نہیں تو وہ انسانی حدود سے باہر معلوم ہوتا ہے۔

مسلمانی (ڈاڑھی) تو صاف کرتے ہیں روزانہ اور جو صاف کرنا ضروری ہے اسے چالیس دن میں بھی صاف نہیں کرتے۔ کسی نے فون پر پوچھا کہ اگر چالیس دن میں فرصت نہ ملنے کی وجہ سے ان بالوں کو صاف نہ کریں تو؟ میں نے کہا دن میں تین بار کھانے کا وقت مل جاتا ہے اور اس کے علاوہ فضول باتیں کرنے کا وقت مل جاتا ہے مگر صفائی کا وقت نہیں ملتا جسے اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی کا خیال نہیں اسے اپنے قلب کی صفائی کا کیا خیال ہوگا کہ گناہوں سے بچے۔ صفائی میں دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ گندگی، داغ دھبے سے بچے دوسرے جب کوئی داغ وغیرہ لگ جائے تو فوراً صاف کرے۔ اسی طرح دل کی صفائی کا حال ہے کہ گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کرے پھر بھی کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرکے قلب کو صاف کرے۔ جن لوگوں کو ظاہری غلاظت سے بچنے کی فکر نہیں داغ وغیرہ دیکھ کر ان کے دماغ پر چوٹ نہیں پڑتی ان کے دل پر گناہوں سے کیا چوٹ لگتی ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فکر عطاء فرمائیں اور ہمت عطاء فرمائیں:

﴿اللھم اجعل وساوس قلبی خشیتک وذکرک واجعل همتی و هوای فیما تحب و ترضی﴾

⑭ پانچ فیصد مناسبت کا اثر:

فرمایا: مجھے اپنے شاگردوں اور تمام متعلّقین سے پانچ فیصد کے اندر مناسبت ہے، سارا مجموعہ پانچ فیصد کے نیچے نیچے ہے۔ متعلّقین میں سے ایک شخص نے لکھا کہ مجھے اس مناسبت والی بات سے بہت خوشی ہوئی، حالانکہ وحشت ہونی چاہئے تھی کہ ہزاروں پر جب یہ تقسیم ہوگی تو ہمارے حصے میں کیا آئے گا، لیکن جب اتنی تھوڑی سی مناسبت سے میرا یہ حال ہے کہ محبت میں مرا جا رہا ہوں تو اگر زیادہ مناسبت ہوتی تو کیا حال ہوتا پھر تو زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا۔

اضافہ از جامع:

موقع کی مناسبت سے تربیۃ السالک جلد اول صفحہ ۱۳۳اور صفحہ ۱۳۴سے حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کیا جاتا ہے:

شیخ سے مناسبت پیدا ہونے کا طریق:

حال: ایک بات عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں اگرچہ ڈر بھی لگتا ہے، کہ گستاخی نہ ہو مگر حدیث میں آتا ہے کہ بعض صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ من احب الناس الیک یا رسول اللہ اس لئے کچھ جرأت ہوتی ہے کہ یہ سوال خلاف سنت نہ ہو گا۔ یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اہل طریق میں جن کو حضرت سے تعلّق ہے سب سے محبوب آپ کو کون ہے؟ خود بخود یہ سوال دل میں آیا اس لئے لکھ دیا بار بار تقاضا ہوا اور نہ جرأت نہ کرتا۔ اگر حضرت والا اخفاء کا امر فرمائیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ تا زیست کسی کو خبر نہ کروں گا۔

تحقیق: میں بتانے میں پس و پیش نہ کرتا۔ اگر کوئی اس کا مصداق ہوتا۔ برخوردار من سچ بات یہ ہے کہ اب تک ؎

ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نہ جست اسرار من

پوری مناسبت کسی کو نہیں ہوئی اور احبیت کا مدار وہی ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا منشأ میری ہی کمی ہو۔

حال: میرے خیال میں تیسرے سوال کا مع جواب تربیت میں نقل ہو جانا سالکین کے لئے زیادہ نافع معلوم ہوتا ہے۔ شاید کسی اللہ کے بندے کو حضرت سے پوری مناسبت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو جائے۔ میری جو حالت اس جواب کو دیکھ کر ہوئی

واللہ میں کیا عرض کروں سچ فرمایا ؎

ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نہ جست اسرار من

حضرت والا! اتنا اور عرض کرتا ہوں کہ واللہ مجھے حضرت کے اسرار معلوم ہو جانے کی بہت طلب ہے۔ اور یہی اس سوال کا منشا بھی ہوا۔ اگر اس نالائق کے ضبط و تحمل سے زیادہ وہ اسرار نہ ہوں تو خدا کرے مجھ کو معلوم ہو جائیں۔ باقی دریافت کرنے کی جرأت اس لئے نہیں کرتا کہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ دوسرے میں سستی اور کاہلی کے سبب ہرگز اس قابل نہیں کہ اسرار مشایخ پر مطلع ہونے کی درخواست کروں باقی اتنی عرض ضرور ہے کہ میرے لئے دعاء فرمائی جائے کہ حق تعالیٰ مجھے حضرت سے مناسبت تامہ عطاء فرمادیں۔ آمین آمین الف آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

تحقیق: عزیز من بہتر تیسرا مضمون بھی نقل کرا دیا جائے۔ مجھے صرف یہ خیال مانع ہوا تھا کہ احباب کی دلشکنی نہ ہو باقی جب اس سے اہم مصلحت نقل میں ہے۔ میں موافقت کرتا ہوں۔ برخوردار من میرے اسرار ہی کیا ہوتے۔ مولانا کا قول تو میں نے تبرکاً نقل کر دیا ہے۔ مراد میری یہ ہے کہ میرے مذاق سے پوری مناسبت کسی نے پیدا نہیں کی۔ سو عزیز من یہ بات میرے کرنے کی نہیں خود اہل محبت کا فعل ہے تتبع اور استحضار اور اتباع اس کا طریق ہے واللہ الموفق اور اس مناسبت کے بعد خود بخود مجھ کو اظہار اسرار کا جوش ہو گا اگر کچھ اسرار ہوں گے یا نئے پیدا ہو جائیں گے۔

(تربیت از النور ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۴۶ھ، صفحہ ۴۴)

(۹۵) فکر پیدا کرنے کے دو طریقے:

دل میں فکر پیدا کرنے کے دو طریقے ہیں:

❶ کثرت ذکر، ذکر اللہ جو بھی کرنا چاہیں کریں یا دین کے کاموں میں مشغول رہیں یہ بھی ذکر کی ایک صورت ہے یا آخرت کا ذکر رہے اس کے بنانے والی چیزوں کا ذکر رہے ایسی کتابیں پڑھنے پڑھانے کا معمول رہے اور اس کے برعکس اس کی اضداد سے اجتناب کا اہتمام ہو۔

❷ تھوڑی دیر بیٹھ کر فکر کو حرکت دیں، سوچا کریں، جیسے ذکر سے فکر بڑھتی ہے ایسے سوچنے سے بھی فکر بڑھتی ہے، مصنوعی تنفس جاری کیا کریں، بعض مرتبہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انسان مر گیا حالانکہ وہ زندہ ہوتا ہے پھر مصنوعی تنفس جاری کیا جاتا ہے، فکر میں بھی مصنوعی تنفس جاری کیا کریں اگرچہ دل میں فکر نہیں لیکن روزانہ تھوڑی دیر خواہ چند منٹ سے ہی شروع کریں، دنیا کی فنائیت کے بارے میں سوچا کریں کون کون لوگ دنیا میں آئے دینی اور دنیوی لحاظ سے بہت اونچے اونچے لوگ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں آئے اور تشریف لے گئے اسی طرح بڑے بڑے کروفر والے بادشاہ بھی سب چلے گئے ؎

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

پھر اپنے نفس کو خطاب کرکے کہیں کہ ارے نالائق! تو کب تک رہے گا؟

⑨⑥ سورۂ فیل سے توکل کا سبق:

سورۂ فیل میں اللہ تعالیٰ نے ایسا قصہ بیان فرمایا ہے کہ اگر اسے غور سے پڑھا جائے تو انسان کی کایا ہی پلٹ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ میں جب بھی یہ سورت پڑھتا ہوں تو اس میں جو سبق ہے اس کا استحضار رہتا ہے بلکہ پڑھے بغیر بھی بار بار اس کا خیال آتا رہتا ہے۔ اس سورۃ میں سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سبب ساز بھی ہیں اور سبب سوز بھی ہیں۔

ابرھہ جب بیت اللہ پر حملہ کرنے پہنچا تو مکہ مکرمہ کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی اونٹنیاں چر رہی تھیں لشکر والوں نے اونٹنیاں پکڑ لیں، آپ کو جب پتا چلا تو ابرھہ کے پاس گئے اور اس سے اپنی اونٹنیوں کا مطالبہ کیا۔ ابرھہ نے کہا کہ میں تو آپ کو مدبر اور دانا انسان سمجھا تھا لیکن آپ میری نظر سے گر گئے کیونکہ آپ کو کعبہ کی بجائے اپنی اونٹنیوں کی فکر ہے اس پر عبدالمطلب نے کہا کہ میں تو اپنی اونٹنیوں ہی کی بات کرنے آیا ہوں کعبہ جس کا ہے وہی اس کی حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے لشکر کو تباہ کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے پرندے بھیج دیئے ان پرندوں نے دیکھتے ہی دیکھتے ابرہہ کے لشکر کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

آج کل بہت سے لوگ جن میں اہل مدارس، سیاسی مولوی، بہت سے پیر اور بہت سے تبلیغی بھائی بھی شامل ہیں دین کے لئے گناہ کرتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ دین جس کا ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا وہ اپنے بندوں سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تم نے گناہ کر کر کے میرے دین کی حفاظت کیوں نہیں کی۔ اس سورۃ میں بیان کئے گئے قصے سے سبق حاصل کریں اور اللہ کی قدرت کو سوچا کریں اسے جتنا زیادہ سوچیں گے اللہ پر توکل و اعتماد میں ترقی ہوگی۔

۹۷ نفس کی بیماری اس کا علاج؟:

ایک بزرگ نے دوسرے بزرگ سے پوچھا:

﴿متی یکون داء النفس دواھا؟﴾

''نفس کی بیماری اس کا علاج کب بنتی ہے؟۔''

انہوں نے جواب میں فرمایا:

﴿اذا خالفت النفس ھواھا﴾

''جب نفس اپنی خواہشات کے خلاف کرنے لگے۔''

جیسے ہی اللہ کی رضا کے خلاف کوئی تقاضا پیدا ہو اسے اللہ کے حکم پر قربان کر دیں، جب تک ایسا نہیں ہوگا اس وقت تک نفس کی بیماری کا علاج ناممکن ہے۔

(۹۸) تربیت امامت:

حضرت اقدس نے تخصص فی الافتاء کی تکمیل کرنے والے علماء کو تربیت امامت کے سلسلے میں یہ ہدایات فرمائیں:

❶ قراءۃ مسنونہ کا اہتمام کریں جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) سور مفصل اپنے اپنے اوقات میں۔

(۲) سورہ کا کوئی حصہ نہ پڑھیں پوری سورہ پڑھیں البتہ ایک سورہ کو دو رکعات میں پڑھ سکتے ہیں۔

(۳) سورہ کا کچھ حصہ پڑھنا چاہیں تو آخر سے پڑھیں۔

(۴) سورہ فاتحہ کی ہر آیت پر وقف کریں۔

(۵) فاتحہ اور سورہ کے درمیان تسمیہ پڑھیں۔

(۶) قراءۃ کی مقدار اور ترتیل ایسی رکھیں کہ پوری نماز میں دس منٹ سے زیادہ نہ لگیں، مغرب میں تو اس سے کم ہی لگیں گے۔

(۷) ترتیل میں اعتدال رکھیں نہ زیادہ آہستہ اور نہ زیادہ تیز۔

(۸) سورتیں صرف وہی پڑھیں جو خوب اچھی طرح یاد ہوں۔

(۹) بروز جمعہ نماز فجر کی رکعت اولی میں الم سجدہ اور ثانیہ میں دھر پڑھنا مستحب ہے جسے سب نے بالاتفاق چھوڑ رکھا ہے اس استحباب کا احیاء کرنا چاہئے، مہینے میں ایک ناغہ کیا جائے تاکہ وجوب کا شبہہ نہ ہو، چونکہ دونوں سورتوں کے مجموعے کی مقدار زیادہ ہے اس لئے اس طرح قراءۃ کی جائے کہ تقریباً دس منٹ میں نماز پوری ہو جائے۔

دوسری صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کبھی رکعت اولی میں سورہ سجدہ کے پہلے دو رکوع اور ثانیہ میں آخری رکوع اور کبھی سورہ دھر دو رکعات میں۔

❷ اسم جلالہ پر مد کرنا جائز نہیں عام طور پر ائمہ اس کی رعایت نہیں کرتے مد کرتے ہیں لہٰذا تکبیرۂ تحریم و تکبیرات انتقال میں اس سے احتراز کریں، انتقال کی ابتداء سے تکبیر شروع کریں پھر بلا مد جہاں تک بھی پہنچے۔ اس کی تحقیق احسن الفتاوی جلد ثانی ''باب الاذان والاقامہ'' میں اور زیادہ تفصیل تتمہ میں ہے۔

⑨⑨ حقوق اللہ و حقوق العباد کا اہتمام:

اس دعاء کا معمول بنالیں:

﴿اللهم لا تغفلنا عن حق ولا وصية﴾

جب زندگی کے ایک لمحے کا بھی اعتبار نہیں تو اپنی محبت و رضاجوئی میں ایسا ہوشیار بنادے کہ جب دنیا سے رخصت ہوں تو کوئی حق تیرا اور تیری مخلوق کا میرے ذمے نہ رہے۔ جب اس کی مشق وعادت ہو جاتی ہے تو پھر تو ہر وقت یہ دعاء ہوتی ہی رہتی ہے لیکن عادت بنانے کے لئے روزانہ معین وقت میں تین مرتبہ یہ دعاء کیا کریں۔ معلوم نہیں ایک لمحے کی مہلت بھی ملے گی یا نہیں اس لئے کسی مخلوق کا حق ہو تو فوراً ادا کریں اور اگر کوئی فرض ذمہ ہے تو جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و دستگیری کتنی عجیب ہے، کسی کی عمر سو سال ہو گئی کبھی نماز نہیں پڑھی، زکوٰۃ ادا نہیں کی روزہ بھی نہیں رکھا، حج بھی نہیں کیا، ۸۵، ۸۶ سال کی روزانہ کی چھ نمازیں اور اتنے سارے روزے کیسے رکھے؟ اللہ کی رحیمی و کریمی کو دیکھیں کہ بندہ متوجہ ہو جائے صدق دل سے توبہ کرلے تو وقت پر ادا نہ کرنے کا گناہ اسی وقت معاف ہو جائے گا ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگتی ادھر متوجہ ہوا اور ادھر سارا سیاہ دفتر مٹ گیا اب وہ ذمے تو ہیں ان کا ادا کرنا ضروری ہے اتنی مدت کی نماز روزے وغیرہ ادا کرنے کا عزم کرلے

کہ میں اپنی مقدور بھی کوشش کروں گا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ رات دن نمازیں ہی پڑھتا رہے بیوی کو بھی طلاق دے دے، کھائے کمائے بھی اور اس کے ساتھ ساتھ ان فرائض کو اداء کرنے کی کوشش میں لگا رہے۔ جن لوگوں کے ذمہ کئی کئی سالوں کی نمازیں قضاء ہوتی ہیں وہ ان کے بارے میں بہت فکر مند رہتے ہیں، ان لوگوں کے لئے کم وقت میں زیادہ نمازیں پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ شروع میں ثناء، اعوذ باللہ اور بسم اللہ چھوڑ دیں۔ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین نہ کہیں، پھر کہیں سے بھی اتنا قرآن پڑھیں کہ کل تیس حروف ہو جائیں۔ رکوع اور سجدے میں صرف ایک تسبیح کہیں، قومہ میں ربنا لک الحمد چھوڑ دیں، فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھیں بلکہ ایک بار سبحان اللہ ربی الاعلیٰ کہنے کی مقدار قیام کر کے رکوع کر لیں (خاموش کھڑے رہنے کی بجائے ایک بار تسبیح پڑھ لیں تو بہتر ہے) آخر میں صرف تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیں درود شریف اور دعاء نہ پڑھیں اور وتر میں مسنون دعاء قنوت کی بجائے کوئی مختصر دعاء مثلاً ربنا اتنا الخ یا رب اغفرلی وغیرہ پڑھ لیں۔

زکوٰۃ، روزوں کا فدیہ اور حج ترکہ سے اداء کرنے کی وصیت کرے نمازوں کے فدیہ کی بھی وصیت کر دے تو بہتر ہے لیکن اس پر جو فدیہ دیا جاتا ہے اس پر قبول کا وعدہ نہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمالیں تو اور بات ہے۔

اگر کسی نے وصیت کی لیکن وارثوں نے پوری نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیں گے کیونکہ جو کچھ اس کے اختیار میں تھا وہ اس نے کر لیا۔

ایک شخص نے ننانوے قتل کئے، ایک قتل کا گناہ یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہے گا، یہ اللہ کا صریح ارشاد ہے۔ اس نے ننانوے قتل کئے اور پھر فکر پیدا ہوئی تو کسی بزرگ کے پاس چلا گیا اس نے کہا کہ تیری توبہ قبول نہیں ہوگی اس نے اس بزرگ کو بھی قتل کر دیا۔ کسی نے بتایا کہ فلاں جگہ پر بہت بڑے بزرگ ہیں وہاں جاؤ وہ تمہیں صحیح بات بتائیں گے۔ یہ ان کی طرف چل پڑا ابھی کچھ دور چلا تھا کہ ملک الموت پہنچ گئے

اسے فکر ہوئی کہ اب کیا کروں مرتے مرتے سینہ اس طرف کر دیا جدھر کو جارہا تھا۔ رحمت وعذاب دونوں کے فرشتے آگئے، ایک کہیں کہ ہم لے جائیں گے دوسرے کہیں ہم لے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے یوں فیصلہ فرمایا کہ دونوں جانب کی زمین کی پیمائش کرو جدھر فاصلہ کم ہو اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ پیمائش کی گئی تو جس طرف جارہا تھا اس طرف کا فاصلہ کم نکلا، دراصل اللہ تعالیٰ نے ایک طرف کی زمین کو حکم فرمایا کہ سمٹ جا تو وہ سمٹ کر کم ہو گئی اور دوسری طرف کی زمین کو حکم فرمایا کہ لمبی ہو جا وہ لمبی ہو گئی۔

رحمت حق بہانہ می جوید
رحمت حق بہا نمی جوید

اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے اور بہانے بھی خود پیدا کرتی ہے ورنہ بندے کہاں سے بہانے تلاش کریں۔

(۱۰۰) پٹاخے بجانا شیعہ کا مذہب:

نصف شعبان کے موقع پر کئی دن پہلے ہی یہ جو پٹاخے بجانا شروع کر دیتے ہیں یہ شیعہ کا مذہب ہے۔ شیعہ لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے امام مہدی شب براءت میں پیدا ہوئے ہیں ان کی مشہور کتاب ”تحفۃ العوام“ میں لکھا ہوا ہے (اس رات کا نام شب براءت کس نے رکھا اور کیوں رکھا؟ شیعہ کی معتبر کتابوں کے مطابق ان کا امام مہدی پیدا ہوا بھی ہے یا نہیں؟ اس کی بہت عجیب داستان، اس دن میں شیعہ نہر یا دریا پر جا کر کس کے نام پرچیاں ڈالتے ہیں اور ان میں کیا لکھتے ہیں؟ ان سب چیزوں کی کچھ تفصیل رسالہ ”شب براءت“ میں دیکھیں۔ جامع) ایک بات خیال میں رہے کہ میں یہاں جتنی باتیں کہتا ہوں اور ان میں کہیں شیعہ کا نام لیتا ہوں تو آپ غور کریں کہ میں کہیں بھی شیعہ مذہب پر رد نہیں کرتا۔ ایک بات یاد رکھیں کہ اپنے مذہب کو چھوڑیں

نہیں دوسروں کو چھیڑیں نہیں، دوسرے مذہب کو تو جب چھیڑنا چاہئے کہ ان کے ہدایت پر آنے کی کوئی توقع ہو اس صورت میں تو انسان کچھ کہے بھی جہاں ایسے حالات نہ ہوں تو دوسرے مذہب کو کیوں چھیڑا جائے۔ میں جب بھی کسی بات کے بارے میں کہتا ہوں کہ یہ شیعہ لوگوں کا مذہب ہے تو ایک بات پر غور کرلیں کہ میں کہیں بھی شیعہ مذہب پر رد نہیں کر رہا میں تو یہ بتا رہا ہوں کہ مسلمان شیعہ نہ بنیں اگر شیعہ گھروں میں پیدا ہوئے ہوتے تو چلئے جو کچھ مقدر تھا ہو گیا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مسلمانوں کے گھروں میں پیدا فرمایا مسلمان کہلاتے ہیں تو پھر شیعہ کے عقائد اور شیعہ کی باتیں کیوں اختیار کرتے ہیں؟ کہلائیں مسلمان اور کام کریں اللہ کے دشمنوں والے یہ کیسا اسلام ہے؟ ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مؤمنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

اس لئے وہ باتیں بتاتا ہوں جو اسلام میں نہیں ہیں شیعہ مذہب کی باتیں ہیں لیکن مسلمانوں میں آگئی ہیں اب بھی یہی بتانا چاہتا ہوں، میں اس پر رد نہیں کر رہا کہ شیعہ امام مہدی کو کیوں مانتے ہیں، مانتے رہیں ہمارا کیا بگڑتا ہے۔ یہ بھی نہیں بتانا چاہتا کہ ان

کا امام اس رات میں پیدا نہیں ہوا، ہو نہ ہو ہمیں اس سے کیا مطلب۔ ویسے اتنی بات تو بتا ہی دوں کہ خود ان کی کتابوں میں ہے کہ امام مہدی پیدا ہی نہیں ہوا، میں اگر کوئی بات کہتا بھی ہوں تو انہی کی کہتا ہوں اپنی طرف سے تو کہتا نہیں ؎

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

خیر چلئے کوئی پیدا ہوا یا نہیں ہوا وہ جانیں ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں میں تو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ اس رات میں حلوے کھاتے ہیں پٹاخے بجاتے ہیں آتش بازی کرتے ہیں کیونکہ ان کے زعم میں ان کے خیال میں ان کا مہدی اس رات میں پیدا ہوا ہے تو آپ بتائیں کہ آپ کا کون سا مہدی پیدا ہوا تھا اس رات میں؟ آپ لوگ کیوں کرتے ہیں؟ آخر ہر کام کی کوئی وجہ ہوتی ہے ان کے لئے تو خوشی کا موقع ہے کہ ان کا امام پیدا ہوا، آپ نے مذہب شیعہ کی یہ بات کیوں قبول کر لی؟ جب آپ شیعہ نہیں ہیں مسلمان ہیں تو شیعہ مذہب کی باتوں سے بچنے بچانے کی کوشش کریں۔

اس موقع پر دوکانداروں کی بکری بہت ہوتی ہوگی بچے پٹاخے بہت خریدتے ہیں لیکن وہ یہ سوچیں کہ رزق تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ایھا الناس لیس من شیء یقربکم الی الجنة ویباعدکم من النار الا قد امرتکم به ولیس شیء یقربکم الی النار ویباعدکم من الجنة الا قد نھیتکم عنه وان الروح الامین نفث فی روعی ان نفسا لن تموت حتی تستکمل رزقھا الا فاتقوا اللّٰہ واجملو فی الطب ولا یحملنکم استبطاء الرزق ان تطلبوہ بمعاصی اللّٰہ فانه لا یدرک ما عند اللّٰہ الا بطاعته﴾ (شرح السنة)

”اے لوگو! میں نے تمہیں ایسی چیزوں کا حکم دیا ہے جو تمہیں جنت سے قریب اور جہنم سے دور کردیں اور میں نے تمہیں ایسی چیزوں سے روکا ہے جو تمہیں جہنم سے قریب اور جنت سے دور کرنے والی ہیں اور بیشک جبریل نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ بلاشبہہ کوئی متنفس بھی جب تک اپنا رزق پورا نہیں لے لیتا ہرگز نہیں مرتا، خبردار! اللہ سے ڈرو اور طلب میں اعتدال سے کام لو اور رزق میں تأخیر کی وجہ سے اسے ناجائز ذرائع سے حاصل کرنے کی کوشش مت کرو، اس لئے کہ اللہ کی اطاعت کے سوا اس کے خزانے سے کچھ نہیں لیا جاسکتا۔“

دوکانداروں کو سمجھ لینا چاہئے کہ چند پیسے کمانے کے لئے اپنی بکری میں اضافہ کرنے کے لئے کتنا بڑا عذاب لے رہے ہیں، پٹاخے بیچنے سے جتنی کمائی حاصل ہوگی سب حرام ہے بالکل کھلا ہوا حرام جس میں کوئی شک و شبہہ نہیں۔ ان دوکانداروں کا بھی زیادہ قصور نہیں اس لئے کہ بتانے والے نہیں رہے۔ باہر انگلینڈ، کینیڈا، امریکا، وغیرہ میں لوگ آ آکر دکھایا کرتے تھے کہ دیکھ لیجئے آپ کے بیان سن کر ہم نے ڈاڑھی رکھ لی آج تک ہمیں کسی نے بتایا ہی نہیں اگر ہمیں معلوم ہوتا تو ہم ایسی نافرمانی کیوں کرتے رہتے ہم ایسے بدبخت نہیں کہ معلوم ہوجانے کے باوجود اللہ کی اتنی بڑی نافرمانی کرتے کسی نے بتایا ہی نہیں۔ آپ لوگ خود سوچئے کبھی کسی نے بتایا کہ یہ پٹاخے بجانا شیعہ کا مذہب ہے، کوئی بتاتا ہی نہیں اس لئے یہ بے چارے دوکاندار سمجھتے ہیں کہ چلئے کمانے کا موقع ہے خوب کمائیے۔ دوسری بات یہ کہ والدین بھی بہت احتیاط کریں اس زمانے میں بچوں کو پٹاخوں کے لئے ہرگز پیسے نہ دیں، انہیں محبت سے سمجھائیں بچوں کو صحیح تعلیم اور ان کی صحیح تربیت نہیں ہورہی والدین بچوں کو سمجھاتے نہیں انہیں سمجھائیں کہ یہ گناہ ہے شیعہ مذہب ہے وہ تو اپنے امام کی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں مسلمانوں کو شیعہ کا کام نہیں کرنا چاہئے۔ یہاں ایک بات اور سمجھ لیں کہ نابالغ اولاد کے گناہوں

کا عذاب والدین کو ہوگا کیونکہ والدین اولاد کی تربیت کے ذمہ دار ہیں بالغ اولاد کی بدعملی کا گناہ اسے تو ہوگا ہی ساتھ ساتھ والدین کو بھی ہوگا کیونکہ انہوں نے اس کی صحیح تربیت نہیں کی، البتہ اگر والدین نے اولاد کی تربیت صحیح طریقے پر کی لیکن بالغ ہونے کے بعد اولاد فاسق فاجر ہوگئی تو والدین بری الذمہ ہیں کیونکہ انہوں نے اپنا فرض اداء کر دیا۔

غالباً گزشتہ سال کا قصہ ہے میں نے یہ کہا تھا کہ اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو سمجھائیں کہ اس موقع پر پٹاخوں کے لئے بچوں کو پیسے نہ دیں اپنے اپنے محلے کے دوکانداروں کو سمجھائیں کہ یہ حرام آمدنی اپنی حلال آمدنی میں شامل کر کے سارا کچھ برباد نہ کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنئے:

﴿یا یھا الرسل کلوا من الطیبت واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم۝﴾ (۲۳-۵۱)

رسولوں کو حکم ہوتا ہے کہ حلال کھاؤ اور اچھے اعمال کرو۔ پیٹ میں اگر حلال نہیں ہوتا حرام ہوتا ہے تو اس شخص سے اچھے عمل نہیں ہو پاتے وہ برے کام ہی کرے گا۔ میں نے کہا کہ اپنے اپنے علاقے میں اپنے اپنے محلے میں جا کر دوکانداروں کو سمجھائیں میرا یہ وعظ سن کر ایک صاحب نے لکھا کہ میں نے یہاں سے اٹھنے کے بعد پچاس گھروں اور دوکانوں میں جا جا کر یہ بات پہنچائی کہ یہ شیعہ مذہب کی بات ہے ایسے نہ کریں۔ ان سے سبقت حاصل کریں سبقت، انہوں نے پچاس کو پہنچایا تو آپ میں سے ہر شخص سو کو پہنچانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمت عطاء فرمائیں اور اس عمل کو صدقۂ جاریہ بنائیں۔ ساتویں جلد ختم آگے آٹھویں جلد
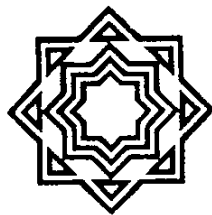
فہرست مواعظ و رسائل

فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

ارشاد الرشید	جشن آزادی	شرعی لباس	انوار رشید (حالات وارشادات)
رسائل الرشید	ٹی وی کا زہر	پردۂ شرعی	تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود
جواہر الرشید	منکرات محرم	طریقۂ مسح وتیمم	تبلیغی جماعت اور انچاس کروڑ کا ثواب
باب الصبر	جہاد	سیاسی فتنے	زحمت کو رحمت میں بدلنے کا نسخہ اکسیر
اللہ کے باغی مسلمان	سات مسائل	شادی مبارک	مسلح جہاد کے بغیر تکمیل تبلیغ ممکن نہیں
ہر پریشانی کا علاج	رمضان ماہ محبت	سیاست اسلامیہ	علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟
شرعی پردہ	مسجد کی عظمت	حقوق القرآن	بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ
ایمان کی کسوٹی	ایٹمی دھماکہ	ربیع الاول میں جوش محبت	سود خور سے اللہ اور رسول ﷺ کا اعلان جنگ
زندگی کا گوشوارہ	وصیت نامے	وقت کی قیمت	مودودی صاحب اور تخریب اسلام
صراط مستقیم	مسلم خوابیدہ	اطاعت امیر	مرض وموت، احکام شرعیہ اور رسوم باطلہ
مراقبۂ موت	ترک گناہ	مدارس کی ترقی کا راز	تعلیم و تبلیغ اور جہاد کیلئے کثرت ذکر کی ضرورت
جامعۃ الرشید	حفاظت نظر	چندہ کے مروجہ طریقے	ایمان قتال فی سبیل اللہ اور تبلیغ لازم وملزوم
قربانی کی حقیقت	استشارہ واستخارہ	گانے جانے کی حرمت	شریعت کے مطابق تقسیم وراثت کی اہمیت
گلستان دل	استقامت	آپ بیتی	قرآن کے خلاف کمپیوٹری سازش
محبت الٰہیہ	غیبت پر عذاب	ذکری فرقہ	لشکر محمدی طالبان کے لئے مبشرات
دینداری کے تقاضے	مسلح پہرہ اور توکل	عیسائیت پسند مسلمان	القول الصواب فی تحقیق مسئلۃ الحجاب
نمازوں کے بعد دعاء	مصافحہ ومعانقہ	مدنی دعوت و تبلیغ کا نقشہ	بعض ضروری مسائل حج
حقیقت شیعہ	فتنہ انکار حدیث	بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا	فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت

کتابوں اور کیسٹوں کی مکمل فہرست کتاب گھر سے حاصل کریں

منی آرڈر یا ڈرافٹ کے ذریعہ کتب منگوانے کا پتا

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد۔ ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر 6683301، فیکس نمبر 021-6623814

اکاؤنٹ نمبر 89-1829، حبیب بینک لمیٹڈ البدر اسکوائر برانچ کراچی